

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ لَوْلَا رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ

فیصلہ آسمانی

در باب مسیح قادیانی

حصہ دوم

حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہیں بڑے فتنے سے بچانے کے لئے اس میں حق و باطل کو روشن کر کے دکھایا ہے

تمہید

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

بحرمة سيد المرسلين ورسولك الامين صلى الله تعالى

عليه وعلى اله واصحابه اجمعين

مبارک وہ ہیں جن کا شیوہ راستی اور حق طلبی ہے ابدی حیات ان ہی کا حصہ ہے جو صداقت کے عاشق اور سچوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کذب و دروغ سے متنفر اور جھوٹوں سے بیزار ہیں ان ہی کے لئے میں اپنے گرامیہ وقت کو صرف کر کے امر حق کو آفتاب کی طرح روشن کر کے دکھانا چاہتا ہوں حق پرستوں سے امید ہے کہ وہ اسے غور سے دیکھیں گے اور انصاف کر کے اپنے دل میں جگہ دیں گے اس رسالے کے پہلے حصے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے پر دو طرح سے روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے کذب و صدق کو دکھایا گیا ہے ایک تو ان الہامات کو دکھایا ہے جو خاص منکوحہ آسمانی کے متعلق انہوں نے بیان کئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن کر دیا ہے کہ وہ سارے الہامات غلط تھے باوجودیکہ مرزا قادیانی کو ان کے سچے ہونے پر نہایت ہی وثوق تھا اور ممکن ہے کہ وہی وثوق نہ

ووثوق کی حالت کو ملاحظہ کیا جائے ۱۸۸۸ء میں مرزا قادیانی نے اشتہار دیا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ ”بر

ایک مانع دور ہونے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

”ازالہ الاوبام ص ۲۹۶ خزائن ج ۳ ص ۳۰۵ میں لکھا ہے“ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہو مگر کسی وجہ سے ظاہر کیا گیا۔ دوسرے ان کی ذاتی حالت دکھائی گئی ہے جس سے ہر سمجھدار حق کو پسند کرنے والا بے تامل کہہ سکتا ہے کہ جس کی ایسی حالت ہو وہ بزرگ مقدس نہیں ہو سکتا۔ اس غلط پیشین گوئی کی نسبت آخر میں جو باتیں مرزا قادیانی اور ان کے قادیانی خلیفہ اول نے بتائی ہیں ان کا غلط ہونا بھی کافی طور سے دکھایا ہے دوسرے حصہ میں بھی دو طرح سے ان کے دعوے کی غلطی دکھانا چاہتا ہوں۔ اول تو ان ہی کے چند اقوال نقل کروں گا جن میں آپ دیکھ لیں گے کہ مرزا قادیانی کی زبان اور ان کی تحریر نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مرزا قادیانی کیسے ہیں اب کسی دلیل اور حجت کی حاجت نہیں ہے اب قرآن و حدیث سے ان کے دعوے پر دلیل لانا قرآن و حدیث پر جھوٹ کا الزام لگانا ہے۔ دوم ان کے بعض وہ اقوال دکھاؤں گا جو مرزا قادیانی نے قرآن و حدیث کی طرف منسوب کئے ہیں حالانکہ محض غلط ہے قرآن و حدیث میں وہ باتیں نہیں ہیں اور اس غلطی کا ایسا بدیہی ثبوت ہو گا کہ حضرات ناظرین متحیر ہو جائیں گے اور بڑی حیرت سے کہیں گے کہ جس کو ایسے تقدس کا دعویٰ ہو وہ ایسا صریح خدا اور رسول پر افتراء کر سکتا ہے؟ اس میں مرزا قادیانی کی قابلیت اور اسرار دانی اور تفسیر دانی کا حال بھی کسی قدر معلوم ہو جائے گا اس وقت میں جس قدر فنون دنیاوی اور علوم ظاہری کا زور و شور ہے اسی قدر دینی علوم اور دینی فہم کمزور بلکہ نیست و نابود ہونے کے قریب ہو رہی ہے جہل مرکب کا نام علم اور کج فہمی کا نام خوب سمجھا گیا ہے، غضب ہے کہ مرزا قادیانی اپنے مسیح ہونے ثبوت قرآن و

(بقیہ پچھلے صفحہ کا حاشیہ) خدائے تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ احمد بیک کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور آخر کار ایسا ہی ہوگا "یہ الفاظ نہایت صفائی سے فیصلہ کر رہے ہیں کہ اس پیشین گوئی کا پورا ہونا ضروری ہے اس لئے کوئی مانع نہیں ہو سکتا جو مانع پیش آئے گا وہ دور ہوگا اور وہ لڑکی نکاح میں ضرور آئے گی مگر یہ نہیں ہو اس لئے یقینی طور سے مرزا قادیانی کاذب ہوئے۔

حدیث سے دیتے ہیں اور ماننے والے اسے نہایت مسرت سے مان رہے ہیں اور اس پر جہل مرکب کا یہ زور ہے کہ علماء کے مقابلے میں ان تخیلات باطلہ کو پیش کرنا چاہتے ہیں؛ میں نہایت وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ تمام دلائل تاریخیوں سے زیادہ قوت نہیں رکھتے مگر سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ قوت علمی کے ساتھ فہم سلیم عنایت کرنے اور تعصب کی تاریکی اور دلائل کا ذبہ کی غلٹ دل سے ہٹا دئے آئندہ تحریر سے مرزا قادیانی کی غلط فہمیاں اور خواہ مخواہ کی زبردستیاں نمونے کے طور پر ظاہر کی جائیں گی ان سے ہر ایک روشن دماغ طالب حق ان کی استدلالی حالت کو سمجھ لے گا اور اسی پر ان کے اور دلائل کو قیاس کر سکے گا؛ اس رسالے میں جس طرح مرزا قادیانی کے عظیم الشان نشان سے ان کی حالت کو ظاہر کیا ہے اسی طرح ان کے دعوے کی بہت بڑی دلیل کو محض بے بنیاد اور غلط ثابت کیا ہے؛ ایک اور حیرت یہ ہے کہ دو کتابیں مرزا قادیانی نے لکھی ہیں ایک کا نام اعجاز المسح اور دوسری کا نام اعجاز احمدی ہے؛ ہاں ان دونوں رسالوں کو معجزہ مانا جاتا ہے؛ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے خیال میں ان کے مضامین ایسے عالی اور مفید خلائق ہیں کہ دوسرا ذی علم ایسے مضامین نہیں لکھ سکتا؛ یا اس کی عبارت ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ دوسرا ادیب نہیں لکھ سکتا؛ یا دونوں باتیں ہیں مگر اہل علم دیکھ رہے ہیں کہ یہ ہے نہ وہ ہے؛ معمولی باتوں کے علاوہ مرزا قادیانی کی تعلیم اور کج بحثیاں ہیں اور کچھ نہیں ہے سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے اس کے مقابلے میں ابن قیم کی تفسیر سورہ فاتحہ دیکھو کہ کیسے کیسے مضامین عالیہ بیان کئے ہیں اور محققانہ بحث کی ہے؛ اور کس قدر مفید باتیں مسلمانوں کے لئے لکھی ہیں کہ اہل حق کو وجد آتا ہے؛ دو جلدوں میں قلمی نسخہ میرے پاس ہے؛ اب تک چھپی نہیں ہے۔ مدارج السالکین اس کا نام دیدار اہل علم سے بھنت کہتا ہوں کہ دونوں کا مقابلہ کر کے دیکھیں اور انصاف کریں کہ مرزا قادیانی کی اعجاز المسح اس کے سامنے کوئی رتبہ رکھتی ہے یا کوئی چیز سمجھی جاسکتی ہے؟ استغفر اللہ؛ عبارت اور معنی دونوں پر نظر کریں؛ اسی طرح علامہ صدر الدین قونوی نے سورہ فاتحہ کی تفسیر

لکھی ہے اس کا نام ”اعجاز الیان فی کشف بعض اسرار لم القرآن“ ہے۔ اس کو دیکھا جائے کیسے حقائق و اسرار بیان کئے ہیں اور لکھا ہے کہ میں نے اس میں کسی غسر کا قول نقل نہیں کیا بلکہ وہی لکھا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر الہام کیا اور خدا کی طرف سے جو باتیں میرے قلب پر وارد ہوئیں یہ تفسیر ۳۵۸ صفحوں میں مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن میں چھپی ہے اس پر یہ لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کے بعض اسرار اس میں ہیں سب نہیں ہیں۔ ان تفسیروں کو دیکھئے اور اعجاز اس کا مقابلہ کیجئے مہارت کا مہارت سے مضامین کا مضامین سے الہام کا الہام سے پھر مرزا قادیانی کے اعجاز کی حقیقت کھل جائے گی کیا جماعت مرزائیہ میں کوئی ذی علم ایسا نہیں ہے کہ ان کتابوں کو دیکھے اور انصاف سے مقابلہ کرے؟ میں انصاف سے کہتا ہوں کہ مولوی لطف اللہ صاحب مرحوم لکھنؤی نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر اردو میں لکھی ہے شیعوں کے جواب میں ہے اس کا نام ”مظہر العجائب فی الکشف الغائب“ ہے۔ پوربیلہ چار سو طے کی کتاب ہے اور مخبان اور باریک لکھی گئی ہے مضامین کے لحاظ سے وہ بھی اس اعجاز اسج سے بدرجہا قانق ہے۔

میں نے ایک ذی علم دوست سے کہا کہ اعجاز اسج کا جواب لکھو انہوں نے کہا کتاب بھیج دو میں نے کتاب بھیج دی کچھ عرصے کے بعد جب ان سے ملاقات ہوئی تو

ان تفسیروں کے علاوہ امام فخرانی اور امام فخر الدین رازی کی تفسیر دیکھئے کہ اسی سورۃ کے بیان میں کیا کچھ انہوں نے لکھا ہے صاحب حج الہیان اسی سورۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”وللامین الغزالی وللرازی فی تقدیر اشغالها علی علوم القرآن بسط کثیر حتی استخرج الرازی منها عشرة الاف مسئله“ یعنی امام فخرانی اور امام رازی نے نہایت دراز اور مفصل تقریر اس دعا پر کی ہے کہ سورۃ فاتحہ تمام علوم قرآن مجید پر حاوی ہے یہاں تک کہ امام رازی نے دس ہزار طے اس سے نکالے ہیں تفسیر کبیر کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اب غلیظہ اسج فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے کتنے مسئلے نکالے ہیں جس پر اعجازی دعویٰ ہے بھائیو! ذرا تو انصاف کرو جن ذی علموں کے پیش نظر یہ تفسیریں ہیں وہ مرزا قادیانی کی تفسیر کی طرف کیجئے توجہ کر سکتے ہیں ایسی تفسیروں کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی کی تفسیر کو مجبوراً کہا کسی ذی علم کا کام نہیں۔

میں نے دریافت کیا کہ کچھ لکھا کہنے لگے ”کیا لکھوں کوئی مضمون ہو فصیح و بلیغ عبارت ہو تو اس کے جواب میں دل لگے؟ مرزا قادیانی نے یہ اعجاز یہ رسالہ اہل علم کے مقابلہ میں لکھا ہے مگر کوئی فہمیدہ ذی علم ایسے معمولی رسالے کو اعجاز نہیں مان سکتا اور جس کی آنکھوں پر ایسا پردہ پڑا ہے اور قوت تمیز یہ اس کی جاتی رہی ہے کہ اس معمولی رسالے کو اعجاز خیال کرتا ہے تو کسی ذی علم کی عمدہ کتاب کی خوبیاں وہ دریافت نہیں کر سکتا پھر ان کے لئے دماغ کو حالی کرنا اور محنت کرنا اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرنا ہے۔“ یہ کیسا سچا مقولہ ہے جس کے سچے ہونے کا مشاہدہ ہو رہا ہے ان دونوں کتابوں کی عبارت کا یہ حال ہے کہ صرف و نحو کی کثرت غلطیاں اہل علم نے ظاہر کی ہیں اور فصاحت و بلاغت تو بڑے پایہ کی بات ہے جس کی صرف و نحو درست نہ ہو اس کو بلاغت اور پھر کمال بلاغت سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے؟ مصر کے رسالہ المنار میں بھی اعجاز اسح کی بہت غلطیاں دکھائی ہیں اور اس کے دعویٰ اعجاز پر مضحکہ کیا ہے بھائیو! یہ مسلم ہے کہ مرزا قادیانی میں اتنی لیاقت تھی کہ اردو قاری عربی تینوں زبانوں میں اپنا مطلب بیان کر لیتے تھے مگر فصیح و بلیغ کسی زبان کے نہ تھے جو اردو کے اہل زبان ہیں وہ ان کی اردو عبارت دیکھ لیں کہ کس قدر سکرار اور فضول ان کی عبارت میں ہوتا ہے تذکیر و تانیث میں بہت غلطیاں ہیں تذکیر کی جگہ اکثر انہوں نے تانیث استعمال کیا ہے اور فصیح محاورہ کے خلاف ان کے الفاظ اور جملے بہت ہوتے ہیں ایسا ہی ان کی عربی اور قاری کو سمجھنا چاہئے اس کے جواب میں بعض مرزائیوں کو کہتے سنا کہ غلطیاں تو آریہ وغیرہ قرآن مجید میں بھی بتاتے ہیں ایسے مرزا قادیانی کی غلطیاں لوگ بیان کرتے ہیں مگر اس کے مقابل کوئی جواب نہیں دیتا اس بے علمی اور نا فہمی پر افسوس ہے انہیں یہ تمیز نہیں کہ قرآن مجید میں جو عقل کے دشمن غلطیاں بیان کرتے ہیں وہ معنی کے لحاظ سے کہتے ہیں جو ان کی غلط فہمی یا ہمت دھری ہے اور ان کے جوابات نہایت زور سے مسلمانوں نے دئے ہیں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت یا صرف و نحو میں تیرہ سو برس سے آج تک کوئی ماہر وہ نہیں مار سکا بلکہ مخالفین اسلام جو ادب میں کمال رکھتے ہیں وہ قرآن مجید کی

بعض پادریوں نے اعتراض کیا ہے مگر انہوں نے کہا ہے جو علم عربی کے ماہر نہیں ہیں۔ قادیانی مؤلف القاد نے جو مثال دی ہے وہ ان کی نادہلی اور محض بے خبری ہے ہمارے علماء نے اسے اچھی طرح بیان کیا ہے اسی لئے میں نے ماہر کی قید یہاں لگا دی ہے کہ جہلاً اس سے خارج ہو جائیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

عبارت سے سند لاتے ہیں، مرزا قادیانی کی غلطیاں صرف و نحو اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے دکھائی گئی ہیں اور اس وقت تک کوئی جواب ان کا نہیں دے سکا۔ اب برائے خدا اہل انصاف ملاحظہ کریں کہ جب اس کتاب کی عبارت درست نہیں مضامین اس کے مفید اور عالی نہیں جس سورۃ کی وہ تفسیر ہے اس کی اور تفسیریں بدرجہا اس سے فائق موجود ہیں اور ہر طرح اس سے اچھی ہیں پھر کسی لائق ذی علم کو اس کے جواب کی طرف کیوں توجہ ہونے لگی وہ اپنے مشاغل ضروریہ اور معمولات روز مرہ کو چھوڑ کر فضول کام میں اپنے اوقات کو کیوں صرف کرنے لگا، خصوصاً ایسی حالت میں کہ مکرر تجربہ ہو گیا ہو کہ مرزا قادیانی اسی قسم کے دعوے کرتے ہیں اور جب کوئی سامنے آ گیا تو کچھ باتیں بنا دیتے ہیں اور اپنے مریدوں کو خوش کر لیتے ہیں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب سے مناظرہ کرنے کی نسبت بہت کچھ اشتہارات ہوئے بالآخر لاہور میں مناظرہ قرار پایا، تاریخ معین ہوئی، پیر جی صاحب تاریخ معینہ پر تشریف لائے اور مرزا قادیانی نہ آئے، لاہور وغیرہ کے مریدوں نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر ایسی باتیں کہیں کہ مناظرہ میں جاتا بھی نہ پڑا اور مریدین بھی راضی رہے، لاہور میں اس کی پوری کیفیت چھپی ہے۔ دوسری مرتبہ مختصر تمہید کے ساتھ عمدۃ المطالع لکھنؤ میں چھپی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت رسالہ اعجاز احمدی میں یہ پیشگوئی مشتمل ہے کہ وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے۔ (اس زور سے انکار پر خوب نظر رہے) مگر اس زور کی پیشگوئی کے بعد بھی مولوی صاحب ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچے اور مرزا قادیانی نے بجز اظہار غیظ و غضب اور زبردستی کی باتوں کے اور کچھ نہیں کیا۔ الہامات مرزا کا صفحہ ۱۰۱ تا ۱۱۰۔ ملاحظہ کیا جائے یہاں مجھے یہ کہنا ہے کہ مرزا قادیانی کی ایسی صاف پیشگوئی غلط ہو گئی مگر مرزا قادیانی پر یا ان کے مریدین پر کوئی اثر نہیں ہوا، اسی طرح اعجاز اسحٰ اور اعجاز احمدی کی نسبت جو پیشگوئی کی ہے اگر وہ غلط ہو جائے تو کیا نتیجہ ہوگا؟ مرزا قادیانی کی ایک ہی پیشگوئی تو غلط نہیں ہوئی بلکہ بہت کثرت سے ان کی پیشگوئیاں غلط ہوئی ہیں یہ رسالہ ملاحظہ کیا جائے پھر معلوم

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۵) اب ”رسالہ ابطال اعجاز مرزا“ میں تہذیبۃ اعجازیہ کی حالت معلوم ہو جائے گی۔
(انشاء اللہ یہ بھی کتاب قادیانیت کی کسی جلد میں شائع ہوگا۔ فیتر)

ہو جائے گا کہ ایک ہی معاملے کے متعلق کتنی پیشگوئیاں ان کی غلط ثابت ہوئیں، پھر کوئی قادیانی اپنی غلطی پر متنبہ ہوا، کسی نے بھی اقرار کیا؟ کہ یہ پیشگوئی غلط ہوئی ان ہی باتوں پر نظر کر کے اہل علم نے خیال کیا کہ اگر غیر ضروری کام میں اپنا وقت صرف کیا تو ایسا ہی نتیجہ ہوگا جو مذکورہ باتوں میں ہوا اہل دانش کو یہ کہنے کا موقع ضرور ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ اس کتاب کا کوئی جواب نہیں دے سکے گا اور جو قصد کرے گا وہ روک دیا جائے گا اسی خیال پر مبنی ہے وہ ضرور واقف ہوں گے کہ اس حالت کے ساتھ اہل کمال توجہ نہیں کر سکتے اور اگر کوئی قصد کرے گا تو وہ ”اعجاز اسح“ کو دیکھے گا اور دیکھنے کے بعد اسے جواب کے لائق نہیں پائے گا تو خواہ مخواہ اس کی طبیعت رک جائے گی خصوصاً جب وہ علامہ قنوی وغیرہ کی تفسیریں دیکھ چکا ہے کیونکہ انہیں دیکھ کر وہ معلوم کر چکا کہ اعجاز اسح کے متعدد جواب اس سے نہایت اعلیٰ اور ہر طرح اس سے عمدہ موجود ہیں پھر اس کے جواب کی طرف توجہ کرنا نادانی کے سوا اور کچھ نہیں اس طرف کے بعض مرزائی اب بھی اسے معجزہ خیال کرتے تھے اس لئے ان کا جواب لکھا گیا ہے۔

اب میں اصل مدعا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور مرزا قادیانی کے عظیم الشان نشان کے بقیہ کو بیان کرتا ہوں۔

منکوہ آسمانی کی پیشگوئی کو مرزا قادیانی نے نہایت ہی عظیم الشان نشان ٹھہرایا تھا اور اس کی وجہ اس طرح بیان کی ہے:-

”پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں، کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی

اخیاں کیا جائے کہ مولوی شاہ اللہ صاحب مرزا کی مذکورہ پیشین گوئی کے خلاف قادیان میں صحیح گئے اور مرزا قادیانی حصہ سے برافروختہ گھر کے اندر بیٹھے ہوئے بے ہودہ کوئی اور شخص کلاہی کر رہے ہیں اور مریدین بھی جی حضرت کر رہے ہیں مگر نہ مرزا قادیانی کو شرم آتی ہے کہ ہماری پیشین گوئی جھوٹی ہو گئی اور نہ مریدین کو حق بات کا خیال آتا ہے کہ مولوی صاحب کا یہاں آجانا کسی قدر صاف طور سے مرزا قادیانی کو جھوٹا ٹھہراتا ہے مگر بد صحبت نے قلب کو ایسا سیاہ کر دیا کہ نہایت روشن بات بھی انہیں نہیں سمجھتی۔

ہیں، یعنی ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں سے وہ پیشگوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے، کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں (۱) کہ ”مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو (۲) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تاروز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی نکاح اور تالیف بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے اور ظاہر ہے کہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔“

(شہادۃ القرآن ص ۷۹ خزائن ج ۶ ص ۳۷۵-۳۷۶)

اس عبارت سے یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ منکوہ آسمانی کا نکاح میں آنا مرزا قادیانی کا ایسا عظیم الشان نشان ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نشان نہیں ہو سکتا، کیونکہ اردو کے محاورے میں معمولی عظمت کی شے کو عظیم الشان نہیں کہتے بلکہ اس کے لئے بڑی عظمت کا ہونا ضروری ہے، اب اس بڑی عظمت میں بھی تین درجے ہو سکتے ہیں، اس کے ادنیٰ درجے کو عظیم الشان..... کہیں گے اور متوسط درجے کو بہت عظیم الشان کہیں گے اور سب سے اول درجے کو بہت ہی عظیم الشان کہیں گے مرزا قادیانی نے اس نشان کے لئے یہی لفظ لکھا ہے جو نہایت کمال مرتبہ کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے جس سے بڑھ کر عظمت نہیں ہو سکتی، اب اس کی اتنی بڑی عظمت کی کیا وجہ ہے؟ ہم نے جہاں تک غور کیا تو کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، بجز اس کے کہ بہت بڑی دلی آرزو کے پورا ہونے کی خبر ہے، اب وہ جیسی خبر ہو، ایک خبر ایسی بھی ہوتی ہے کہ انسان قرآن موجودہ اور اپنی تدابیر کاملہ کا پورا وثوق کر کے اس کے ہونے کی خبر دے دیتا ہے اور اس کے دل میں اس کا یقین ہو جاتا ہے اور واقعی بات بھی یہی تھی اور آسمانی فیصلے نے اس کو عالم پر روشن کر دیا مگر مرزا قادیانی اس کے عظمت کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ وہ چھ پیشگوئیوں پر مشتمل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے جن کو علم کے ساتھ نظر وسیع اور طبع سلیم عنایت کی ہے وہ بالیقین جان سکتے ہیں کہ اس قسم کی چھ پیشگوئی کیا چھ صد جموٹی پیشگوئیاں ہوتیں تب بھی کوئی عظمت نہیں ہو سکتی تھی، حیرت یہ ہے کہ جماعت قادیانیہ میں بعض اہل علم بھی ہیں، خصوصاً حکیم نور الدین قادیانی وہ بھی ایسی باتوں

کو عظیم الشان سمجھتے ہیں اگر اب بھی وہ ایسا ہی سمجھتے ہیں تو مناسب ہے کہ صنایعہ الطربیا ملاحظہ کریں اس میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ کتنے وجوہ سے آئندہ کی خبر معلوم ہو سکتی ہے جن میں بزرگی اور ولایت اور نبوت کو کچھ دخل نہیں ہے۔

یہاں بھی لوگ جانتے ہیں اور بہت سے حضرات تجربہ بھی کر چکے ہیں کہ رتمال اور بھٹار اور نجومی اور جوتش کے جاننے والے آئندہ کی خبریں دیتے ہیں، خصوصاً مرنے کی اور جینے کی اور نکاح ہونے کی بعض بعض اخباروں میں طبع بھی ہوتی ہیں۔

بعض اہل فراست تجربہ کار پیشگوئیاں کرتے ہیں اور بہت باتیں ان کی صحیح نکلتی ہیں پھر کیا یہ پیشگوئیاں خدا کی طرف سے ہوتی ہیں؟ کیا یہ سب بھی مقبولانِ خدا میں سے ہو گئے؟ اور ان کی یہ پیش خبریاں نبوت یا مقبولیت کا نشان ہو گئیں؟ ذرا سوچ کر اور خدا سے ڈر کر جواب دو۔

کچھ نئے تعلیم یافتہ بھی انہیں مان رہے ہیں ان کی آنکھوں سے بھی یہ پردہ نہیں ہٹا افسوس۔ بھائیو! ذرا نظر کو اٹھاؤ اور آزادی کے ساتھ غور کرو اور اگر کسی صاحب کو اب بھی توجہ نہ ہو اور مرزا قادیانی کے قول پر انہیں پختہ ایمان ہو کہ یہ عظیم الشان نشان ہے تو وہ حضرات ملاحظہ کریں ان پیشگوئیوں میں اصل پیشگوئی وہ ہیں پانچویں اور چھٹی یعنی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک (۱) مرزا قادیانی کا زندہ رہنا اور (۲) منکوحۃ آسمانی کا ان کے نکاح میں آ جانا باقی اس کی فروغ ہیں کیونکہ اس کے نکاح میں آنے کے لئے یہ چھ پیشین گوئیاں کی گئی ہیں اور پھر ازالہ الاوہام (ص ۳۹۶ خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) میں یہ الہام بیان کیا ہے کہ ”انجام کار وہ نکاح میں ضرور آئے گی اور سب موافق دور ہوں گے“ یہ باتیں یقینی طور سے شہادت دیتی ہیں کہ اصل پیشین گوئی کا مقصود یہی دو پیشین گوئیاں ہیں

ایہ کتب عرب کی تاریخ ہے نفل بن نعمۃ اللہ طرابلسی اس کا مؤلف ہے بیروت میں چھپی ہے مرزائیوں میں عجب اندھیر ہے کہ دنیا بھر جاتی ہے اور عام طور سے تجربہ ہو رہا ہے کہ رتمال اور نجومی پیشین گوئیاں کرتے ہیں خصوصاً پنجاب کے رتمال آتے ہیں اور پیشگوئیاں کرتے اور خبریں دیتے پھرتے ہیں ہم نے ایک مطبوعہ کتاب بھی پیش کی جس میں آئندہ کی خبریں دینے کا تذکرہ تفصیل لکھا ہے مگر مرزائی آفتاب روشن کو غل چا کر چھپانا چاہتے ہیں اور یہ لکھ رہے ہیں کہ پیشین گوئی کرنا غیب کی خبر دینا ہے اور غیب کی خبر اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا اور پھر اپنی جہالت سے قرآن کی آیت اس کی سند میں پیش کرتے ہیں یہ صریح قرآن مجید پر الزام لگانا ہے مگر میں اس بات کو دیکھ کر کس قدر تہتہ لگائیں گے کہ کیسی صریح غلط بات قرآن میں ہے۔

بیان سابق سے نہایت روشن ہو گیا کہ یہ دونوں پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں اور ان کا غلط ہو جانا ایسا عظیم الشان امر ہے کہ ان کی تمام پیشگوئیاں اور دعویٰ پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئے، کیونکہ ان کے ہونے پر مرزا قادیانی کو کس قدر وثوق تھا اور کس قدر اشتہاروں میں اور رسالوں میں بار بار اس کے ظہور میں آنے کو بیان کیا ہے کہ اللہ اکبر۔ اس لئے ہر طالب حق بالضرور یہی کہے گا کہ جب یہ پیشگوئی جھوٹی ہو گئی تو اب اگر کوئی پیشگوئی مرزا قادیانی کے کہنے کے مطابق ہو جائے تو بالضرور وہ انہیں اتفاقیہ امور میں ہے جو دنیا میں کسی کے موافق اور کسی کے مخالف ہوا کرتے ہیں، یہ بھی خیال رہے کہ یہ دونوں پیشگوئیاں ان کے خلیفہ کی اس تاویل کو غلط بتاتی ہیں جس میں وہ خطاب کو عام ٹھہرا کر اپنے مرشد اور محمدی بیگم کی اولاد کو شامل کرتے ہیں چوتھی پیش گوئی بھی اپنے پورے مضمون کے لحاظ سے پوری نہیں ہوئی کیونکہ اس کا مضمون یہ ہے کہ ”دختر تایام بیوہ ہونے کے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔“ یہ پیشگوئی دو دعویوں کی خبر دے رہی ہے، ایک یہ کہ وہ لڑکی مرزا قادیانی کی زندگی میں بیوہ ہوگی، دوسرے یہ کہ نکاح ثانی اس کا مرزا قادیانی سے ہوگا اور ہمارے پہلے بیان سے ان دونوں دعویوں کا غلط ہونا ظاہر ہو گیا۔ تیسری پیش گوئی پہلی پیشگوئی کے لوازمات سے ہے، کوئی مستقل نہیں ہے، البتہ نمبر دوم کی پیشگوئی اس لئے نہایت لائق لحاظ ہے کہ مرزا قادیانی نے بار بار نہایت زور سے اپنی سچائی کا معیار اسے قرار دیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ”آگر اس کا ظہور نہ ہو تو میں جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ہوں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

شہادۃ القرآن کی مذکورہ عبارت میں اور دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی ہے، کہ ”اگر احمد بیگ نے اس نکاح سے انحراف کیا تو یہ لڑکی جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہو جائے گا۔“ (حوالہ گذشتہ) جب مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی غلط ہو گئی اور اس لڑکی کا خاوند مرزا قادیانی سے منحرف رہا یہاں تک کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں قریب سولہ سترہ سال کے گزر گئے (کیونکہ ۱۸۹۲ء میں اس کا نکاح ہوا ہے اور ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی مرے ہیں اور اب مرے ہوئے تین برس ہو گئے اور خدا کے فضل سے اب تک وہ زندہ ہے) تو اس سچے واقعے کو اہل حق نے ظاہر کرنا شروع کیا، اس پر مرزا قادیانی نے کیسی کیسی تاویلیں کی ہیں

اور کس قدر شور و شر اٹھایا ہے کہ خدا کی پناہ مگر آخر میں خدائے تعالیٰ نے آفتاب روشن کی طرح سچائی کو ظاہر کر دیا اور دنیا پر ظاہر ہو گیا۔ کہ مرزا قادیانی کا کہنا بالکل غلط تھا زیادہ افسوس اس کا ہے کہ ایسی غلط پیشگوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے مرزا قادیانی نے اور ان کے خلیفہ نے جناب رسول اللہ ﷺ پر بھی الزام لگانا چاہا ہے مگر ہم دکھلائیں گے کہ یہ بڑی جسارت اور محض افتراء ہے جو انہوں نے اپنے نفس کے پچانے کے لئے کیا ہے۔

خلیفہ قادیانی کے بعض اقوال کا ذکر پہلے حصے کے تتمہ میں ہو لیا ہے۔ اب مرزا قادیانی کے بعض رسائل کی عبارتیں اس پیشگوئی کے حعلق نقل کی جاتی ہیں جن سے اظہر من الشمس ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی کی زبان مرزا قادیانی کو جھوٹا کہہ رہی ہے۔ مرزا قادیانی کا صاف و صریح اقرار مرزا قادیانی کو کذاب و مضری بتا رہا ہے ان کی تحریر انہیں ہر بد سے بدتر ظاہر کر رہی ہے۔ جن کی آنکھیں ہوں وہ دیکھیں اور انصاف کریں اور یقین کر لیں کہ یہ پیشگوئی بلاشبہ غلط ہوئی اور مرزا قادیانی کا کذب ثابت ہوئے اس کا جواب قیامت تک کسی سے نہیں ہو سکتا۔

(۱) انجام آتھم (ص ۳۱ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱) کے حاشیے میں لکھتے ہیں ”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدائے تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پورا کرے گا جیسا احمد بیگ اور آتھم کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔“

اے طالبان حق دوڑو اور قدرت حق کا تماشا دیکھو کس صفائی سے آفتاب صداقت چکا ہے اس میں شبہ نہیں کہ جب منکوحہ آسمانی کا خاوند یعنی مرزا احمد بیگ کا داماد ازحائی سال کے اندر نہ مرا اور مسلمانوں نے شور کیا تو مرزا قادیانی نے اپنے اشتہاروں رسالوں میں بار بار بہت زور کے ساتھ لکھا کہ ”احمد بیگ کا داماد ضرور میرے سامنے مرے گا کچھ دنوں کی مہلت اسے دی گئی ہے۔“ اب یہاں صاف کہہ رہے ہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو وہ نہ مرے گا میری موت آجائے گی۔ اب تو دنیا پر ظاہر ہو گیا کہ احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے اور مرزا قادیانی کو مرے ہوئے تین برس ہو گئے اس لئے مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے ٹھہرے کیا اب بھی جماعت مرزائیہ سچائی کے ماننے میں کوئی عذر کرے گی؟ وہ بھی خوب سمجھ لے کہ اس پیشین گوئی کے پورا ہونے

میں کوئی شرط نہیں ہے اور اب جس کو شرط کہا جاتا ہے وہ محض فریب دیا جاتا ہے اس کی تفصیل تزیہہ ربانی اور معیار صداقت میں دیکھئے نہایت تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔

(۲) اور ملاحظہ ہو ضمیمہ انجام آقلم (ص ۵۴ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸) میں لکھتے ہیں ”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ (یعنی احمد بیک کا داماد میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ظہروں گا۔ اے احمق! یہ انسان کا افتراء نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جسکی باتیں نہیں ملتیں۔“ حق پسند حضرات ملاحظہ کریں کہ مرزا قادیانی کا یہ قول کس صفائی سے ہا داڑ بلند پیکر رہا ہے کہ اس پیشین گوئی کے پھلا ہونے کے لئے کوئی شرط نہیں ہے اس کے پھلا ہونے کے لئے خدا کا سچا وعدہ ہے یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا اگر کوئی شرط ہوتی تو یہاں ضرور بیان کرتے۔ اب برادران اسلام اس پر غور کریں کہ مرزا قادیانی کو اپنے الہام کے سچے ہونے پر کس قدر وثوق ہے اور احمد بیک کے داماد کی موت کو خدا کا سچا وعدہ کہتے ہیں یا اس ہمد کس صفائی سے اس وعدے کا جھوٹا ہونا ظاہر ہو گیا۔ اب اس میں کون ایماندار شہ

احمد بیک کے داماد کی نسبت پہلے یہ الہام تھا کہ ڈھائی برس کے اندر مرے گا جب اس میعاد میں وہ نہ مرا تو مرزا قادیانی نے کسی کسی تو جیہیں کی ہیں اور متعدد تحریروں میں بہت اور اوقیہ سیاہ کئے ہیں اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی کے مثل اسے ظہر آیا ہے اور حسب ضرورت الہام میں اضافہ بھی ہوتا رہا ہے۔ رسالہ انجام آقلم اور اس کا ضمیمہ ملاحظہ کیا جائے اس میں ۳۶ صفحے اسی بیان میں سیاہ کئے ہیں مگر اب اظہر من الشمس ہو گیا کہ وہ سب فلفلہ تاویلیں اور بناوٹ کی باتیں تھیں دراصل پہلا الہام بھی ایسا ہی فلفلہ تھا جیسا یہ دوسرا الہام باوجود ہیے سخت وثوق کے فلفلہ ثابت ہوا۔ مقام انصاف ہے جس الہام کو وہ اپنی صداقت کا معیار قرار دیتے ہیں جب وہ جھوٹا نکلے تو جن الہاموں کی نسبت ایسا وثوق نہیں بیان کیا گیا انہیں کون سمجھ دار الہام سمائی یقین کر سکتا ہے؟ یہ کہنا کہ اس پیش گوئی کا پورا نہ ہونا ایسا ہی ہوا جیسے حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی پوری نہ ہوئی تھی اور باوجود وعدہ کے ان کی قوم سے مطالب مل گیا تھا، نص قطعی کے مضمون سے چشم پوشی کرتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں دو جگہ صاف مذکور ہے کہ حضرت یونس کی قوم ایمان لے آئی تھی اور ایمان کی وجہ سے انہیں نہات ملی (قرآن مجید میں سورہ یونس اور سورہ صافات ملاحظہ کیجئے) احمد بیک کا داماد یا اس کی بیٹی اور بیوی تو مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے۔ آخر تک وہ منکر رہے۔ پھر مرزا قادیانی کی پیشگوئی حضرت یونس کی پیشگوئی کے مثل کیسے ہو سکتی ہے؟ کیا جماعت مرزا یہ میں کوئی ذی علم نہیں ہے کہ قرآن مجید دیکھ کر اس بدیہی بات کا فیصلہ کرے؟ اور مرزا قادیانی کی زبردستی کو دیکھے۔

کر سکتا ہے کہ وہ وعدہ شیطانی تھا جسے مرزا قادیانی رحمانی سمجھے تھے اب میں مرزائی جماعت سے خیر خواہانہ کہتا ہوں کہ ان اقوال پر نظر کریں، اگر مرزا قادیانی کو کسی وجہ سے انہوں نے سچا مان لیا تھا تو اب دیکھیں کہ ان ہی کے اقوال انہیں کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا ان کے ان اقوال کو دیکھ کر کوئی سچا مسلمان انہیں سچا سمجھ سکتا ہے؟ ذرا خوفِ خدا دل میں لا کر جواب دیجئے گا اور خدا کے لئے یہ نہ کہہ دیجئے گا کہ اعتراض تو اسلام پر بھی ہوتے ہیں، کیونکہ اسلام پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا، البتہ بعض متعصبوں نے نفسانی غرض سے اور بعض کم عقلوں نے بدگمانیاں کی ہیں بعض نے کم عقلی کی بنیاد پر عقلی شبہات کئے ہیں اور ان کے جواب میں خاص کر تفسیریں علمائے متقدمین نے لکھی ہیں اور متاخرین نے خاص خاص رسالوں میں ان کا جواب دیا ہے۔ اور پھر کوئی (مرزائی) دم نہیں مار سکا۔ مرزا قادیانی پر جو اعتراضات ہم کر رہے ہیں ان میں نہ نفسانی غرض کو دخل ہے اور نہ صرف عقل پر ان کی بنیاد ہے، یہ تو آسمانی فیصلہ سے جو اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی زبان سے کرایا ہے، یہ تو اقراری ذکر ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ دو اقرار تو آپ ملاحظہ کر چکے اب تیسرا اقرار دیکھئے! اسی رسالہ انجام آتھم میں اسی پیشگوئی کے متعلق مرزا قادیانی نے کئی ورق سیاہ کئے ہیں اور عربی زبان میں لکھ کر فارسی میں اس کا ترجمہ کیا ہے، اس کے آخر میں جو حاصل لکھا ہے وہ نقل کیا جاتا ہے، میں ایک طرف ان کی فارسی عبارت لکھ کر دوسری طرف اس کا ترجمہ مع کچھ شرح کے لکھوں گا۔

(۳) ”بلکہ اصل امر بر حال خود قائم است! و بچکس باحیلہ خود اور اردنتوان کرد۔“

اب اگر کوئی تامل کرے تو اتنی ہی عبارت میں چھ جھوٹ مرزا قادیانی کے معلوم کرے گا ملاحظہ کر لیجئے

(۱) ”اصل امر بر حال خود قائم است۔“ محض غلط اپنے حال پر ہرگز قائم نہیں ہے بلکہ جھوٹ ثابت ہوا

(۲) ”بچکس باحیلہ خود اور اردنتوان کرد۔“ یعنی احمد بیگ کے داماد کی موت کو کوئی روک نہیں سکتا، محض غلط مسلمانوں نے اس کی درازی عمر کی دعا کی، اللہ نے قبول کی اس لئے مرزا قادیانی کا یہ جملہ غلط ہو گیا۔

(۳) خدا کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے اس کا جھوٹ ہونا اظہر من الشمس ہو گیا، اگر تقدیر مبرم ہوتی تو احمد بیگ کا داماد ضرور مرزا قادیانی کے سامنے مرتا حالاً کہ مرزا قادیانی پہلے مرگے اور وہ ہنوز زندہ ہے (۴) اس کا وقت عنقریب آنے والا ہے۔ محض غلط۔ عنقریب کیا مرزا قادیانی کی موت تک اس وقت نہ آیا۔ افسوس۔

(۵) خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کا میرے سامنے مرتا حق ہے عنقریب تو دیکھ لے گا یہ بھی جھوٹ نکلا اور مرزا قادیانی کی یہ جھوٹی قسم ثابت ہوئی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

واین تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است و عنقریب وقت آن خواهد آمد پس قسم آن خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ را برای مبعوث فرموده اور ابہترین مخلوقات گردانید کہ دین حق است و عنقریب خواہی دید و من این را برای صدق خود یا کذب خود معیاری گردانم و من تکلفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر داده شدم (انجام آتھم ص ۲۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ۲۲۳) ترجمہ: ”اصل بات اپنے حال پر قائم ہے (یعنی احمد بیگ کے داماد کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا اور محمدی کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا) کوئی شخص کسی تدبیر سے کوئی مٹا نہیں سکتا خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے جو بغیر پورے ہوئے ٹل نہیں سکتی اور اس کے پورے ہونے کا وقت عنقریب ہے۔ اس خدا کی قسم ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارا نبی کیا اور ساری مخلوق سے انہیں بہتر بنایا جو میں کہہ رہا ہوں وہ حق ہے عنقریب تو اسے دیکھ لے گا یعنی احمد بیگ کے داماد کے مرنے میں جو کچھ تاخیر ہوئی وہ ایک وجہ سے ہوئی۔ مگر میرے سامنے اس کا مرجانا اس میں شبہ نہیں ہے عنقریب تو دیکھ لے گا کہ وہ میرے سامنے مر گیا اور میں اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کی کسوٹی اسے ٹھہراتا ہوں (اگر وہ میرے سامنے مر گیا تو میں سچا ہوں اور اگر ایسا نہ ہوا بلکہ میں اس کے سامنے مر گیا تو جھوٹا ہوں میں) اور جس امر کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہی میں نے کہا ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہا۔“

خوب یاد رہے کہ ترجمہ میں جو شرح کی گئی ہے وہ مرزا قادیانی ہی کے کلام سے لی گئی ہے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں ہے۔ اس قول سے پہلے انجام آتھم کو دیکھنا چاہئے بھائی مسلمان دیکھ چکے کہ یہاں مرزا قادیانی کے تین الہامی قول نقل کئے گئے ہیں پہلے میں نہایت صفائی سے اپنے جھوٹے ہونے کی یہ علامت بتا رہے ہیں کہ احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرے بلکہ میری موت اس کے سامنے ہو۔ دوسرے میں اسی بنیاد پر اپنے آپ کو بد سے بدتر کہہ رہے ہیں تیسرے میں اس پیشگوئی کو اپنے صدق یا کذب کا معیار بتاتے ہیں یعنی اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے مر گیا تو میں سچا اور اگر میں اس

(بقیہ حاشیہ) (۶) میں نے وہی کہا ہے جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی ہے ”جب اس پیشگوئی کا جھوٹا ہونا یقیناً ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ شیطانی دوسرے تھا خدا کی طرف سے ہرگز نہ تھا۔“

کے سامنے مر گیا تو میں جھوٹا۔ یہ آسانی فیصلہ ہے جو خدائے تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی زبان سے کرایا ہے اور تمام گمراہوں کے لئے اتمام حجت ہے۔

میں تمام جماعت مرزائیہ اور بالخصوص حکیم نور الدین قادیانی سے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس صاف اور روشن دلیل پر غور کریں اور یقین کر لیں کہ اس کا کوئی جواب وہ نہیں دے سکتے اور ہمارے لئے یہی فیصلہ ان کی تمام باتوں کے لئے کافی جواب ہے ان کے تمام نشانات اس فیصلے سے بے نشان ہو جاتے ہیں ان کی تمام جہتیں تاریکبوت کی طرح ٹوٹ جاتی ہیں۔

تھوڑی سی سمجھ اور انصاف چاہئے ذرا توجہ کیجئے! جب اس پیشگوئی کے جھوٹ ہو جانے سے مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جھوٹے ظہرے تو مرزا قادیانی ہی کے قول سے ثابت ہوا کہ جس قدر نشانات انہوں نے دکھائے وہ سب جھوٹے اور جھٹی جہتیں انہوں نے پیش کیں وہ ایسی تھیں جیسے جھوٹے لوگ پیش کیا کرتے ہیں خوب خیال رہے کہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مرزا قادیانی کے کلام سے جو ظاہر ہو رہا ہے اسے میں آپ کو دکھا رہا ہوں دوسری طرف سے سمجھ لیجئے مجھلاً کچھ بیان کئے دیتا ہوں نشانوں کا بے نشان ہونا تو اس طرح ظاہر ہے کہ جب وہ عظیم الشان نشان جسے انہوں نے اپنے صدق یا کذب کا معیار قرار دیا تھا وہ خاک میں مل گیا تو دوسرے نشان کس شمار میں ہیں اگر کوئی پیشگوئی سچی بھی ہوگی تو ایسا ہی سمجھنا چاہئے جیسے رمال اور نجومی کی باتوں میں بعض صحیح ہو جاتی ہیں۔ مرزا نے اپنا ایک الہام عربی میں بیان کر کے فارسی میں اسکا ترجمہ لیا ہے ان کی عبارت نقل کر کے اس کا نتیجہ بیان کرتا ہوں۔

(۴) قال کذبوا باياتی وکانوا بہا مستہزئین فسکفیکہم

اللہ ویردہا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربک فعال

لما یرید فاضارفی لفظ فسکفیکہم اللہ الی انہ یرد بنت

احمد الی بعد اہلاک الما نعین وکان اصل المقصود الا

یہ میں نے فرضی طور سے کہا ہے ورنہ صحیح امر یہی ہے کہ ان کی کوئی صاف پیشین گوئی سچی نہیں ہوئی۔ یہ کہتا کہ مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں میں کئی سچیں اور ہوری ہیں بعض فلا ہے کوئی مقابلہ پر آ کر ثابت کرے۔

ہلاک وتعلم انه هوا لملاک و اما ترویجها ایای بعد
 اہلاک الہا لکین و الہالکات فهو لا عظم الایة فی عین
 المخلوقات.

گفت این مردم کذب آیات من هستند و بدانہا استہزای کنند پس من ایشان را نشانے
 خواہم نمود و برائی تو این ہمہ را کفایت خواہم شد و آن زن را کہ زن () احمد بیگ را دختر
 است باز بسوئے تو واپس خواہم آورد یعنی چونکہ او از قبیلہ باعث نکاح اجنبی بیرون شدہ باز
 بہ تقریب نکاح تو بسوئے قبیلہ رو کرود خواہد شد در کلمات خدا و وعدہائے او بچ کس تبدیل
 نتوان کرود خدائے تو ہرچہ خواہد ان امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست کہ در معرض التوا
 بماند پس خدا تعالیٰ بلطف ^{فیسیفیکم} اللہ بسوئے این امر اشارہ کرد کہ او دختر احمد بیگ را بعد
 میرانیدن مانعان بسوی من واپس خواہد کرد و اصل مقصود میرانیدن بود و تو میدانی کہ ملاک
 این امر میرانیدن است و بس۔

(انجام آتھم ص ۲۱۶ تا ۲۱۷ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

اس کلام سے کئی باتیں ثابت ہوئیں (اول) خدائے تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے کہ
 احمد بیگ کی لڑکی خاص مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی (دوم) جو اس نکاح کے روکنے
 والے ہیں وہ ہلاک ہوں گے۔ روکنے والوں میں ان کی پہلی بیوی اور دو بیٹے تھے اور اس

اللہام کے جو الفاظ مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں ان میں کوئی لفظ نہیں ہے جس کا یہ ترجمہ ہے۔ ۱۲۔
 جمعاعت مرزا یہ اس جملہ پر خوب غور کرے اور بتائے کہ وہ دختر واپس کیوں نہ آئی اور اس کے روکنے
 والے کیوں نہ مرے؟ مرزا قادیانی ابھی کہہ چکے ہیں کہ خدا کی باتوں میں تغیر تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ خدا
 کی بات تھی یعنی اللہ خداوندی تھا تو بدل نہیں سکتا تھا جب بدل گیا تو یقیناً معلوم ہوا کہ خدا کی طرف سے
 یہ اللہام نہ تھا بلکہ مرزا قادیانی کی دلی آرزو تھی جسے وہ اللہام سمجھے اسی پر ان کے اور اللہاموں کو قیاس کرنا
 چاہئے اگر یہ خدا کی طرف سے اللہام ہوتا تو خدا اپنے رسول کو کبھی جھوٹا نہ کرتا۔ احمد بیگ ضرور مرزا اور وہ
 لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آتی۔ () یہ جملہ ان کی کتاب میں اسی طرح ہے۔ مع خوب خیال
 رہے کہ عربی اور فارسی دونوں میں اللہام کا اصلی مقصود احمد بیگ کے داماد وغیرہ کا مرنا مرزا قادیانی بیان
 کرتے ہیں اور وہی نہ پایا گیا پھر مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کیا تامل رہا؟

عورت کا شوہر بڑے روکنے والے بھی لوگ تھے ان میں سے کوئی نہیں مرا حالانکہ اصل مقصود انکارنا تھا بلکہ مرزا قادیانی خود تشریف لے گئے (سوم) خدائے تعالیٰ کے وعدے میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور نہ اس میں التوا ممکن ہے۔ کہئے خلیفہ قادیان آپ کے مرشد تو ان یَعْدُ وَلَا يُؤْفَى کے خلاف کہہ رہے ہیں یعنی خدائے تعالیٰ کا یہ جو وعدہ ہے کہ احمد بیگ کی لڑکی مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی اس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اور نہ اس میں تاخیر و التوا ہو سکتا ہے، الغرض اس کلام سے وہ تاویلیں محض غلط ہو گئیں جو مرزا قادیانی کے خلیفہ وغیرہ اس جھوٹی پیشگوئی کے بنانے میں اب کیا کرتے ہیں اور کبھی خدا پر الزام لگانا چاہتے ہیں اور کبھی اس کے رسول پر جس کا ذکر پہلے حصے کے تتمہ میں کیا گیا، اب دیکھنا چاہئے کہ پیشگوئیاں اور کتنے قول ان کی غلط ہوئے (۱) مثلاً احمد بیگ کی لڑکی ان کے نکاح میں نہیں آئی (۲) احمد بیگ کا داماد ان کے روبرو نہیں مرا (۳) ان کی پہلی بیوی نہیں مری (۴) ان کے بیٹے زندہ موجود ہیں (۵) جس قدر الہامی وعیدیں اس کے والدین وغیرہ کے لئے بیان کی تھیں وہ سب جھوٹی ثابت ہوئیں اب اس کہنے میں کیا تاہل ہو سکتا ہے کہ توریت کے مطابق مرزا قادیانی جھوٹے نبیوں میں ہوئے کیونکہ توریت کے استنباب ۱۸ میں ہے ”لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا تو وہ نبی قتل کیا جائے (یعنی مثل قصاص کے توریت میں یہ بھی ایک حکم ہے) اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کہے اور جو اس نے کہا ہے واقعہ نہ ہو یا پورا نہ ہو تو بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے۔“

۱۔ خلیفہ قادیان نے غلط پیشگوئیوں کے جواب میں بعض بزرگوں کا یہ قول نقل کیا ہے یَعْدُ وَلَا يُؤْفَى اور اس کا ترجمہ انہوں نے اس طرح کیا ہے کہ خدائے تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور بعض وقت پورا نہیں کرتا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ بعض وقت جھوٹ بول دیتا ہے (نمود باللہ) مگر مرزا قادیانی یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کے وعدے میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اب خلیفہ قادیان کو اس کے خلاف نہیں کہنا چاہئے۔ الحاصل خلیفہ قادیان نے تو چاہا تھا کہ خدائے قدوس پر الزام آئے تو آئے مگر مرزا قادیانی الزام سے بری رہیں اب خود مرزا قادیانی نے اپنے خلیفہ کے قول کو غلط ٹھہرا دیا واللہ الحمد۔ توریت کے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ یہ قول کہ میرا نکاح ہوگا مرزا قادیانی کا گستاخانہ قول ہے۔

مذکورہ پیشگوئی کے متعلق ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ (خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۷) میں ایک قول اور بھی لائق ملاحظہ ہے۔ ”چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے، بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا؟ (۱) اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے (۲) اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ (۳) ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی۔ (۴) اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی (۵) اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منخوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے ناظرین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ اس قول میں بھی کس زور سے مذکورہ پیشگوئی کی صداقت کو مرزا قادیانی ظاہر کر رہے ہیں مگر غیظ و غضب کی انتہا نہیں ہے تہذیب و شائستگی بھی لائق دید ہے جزاء سنیۃ سنیۃ پر عمل کرنے والے اپنے مرشد کو دیکھیں کہ ان کا کلام مناظرہ موگنیر سے کتنے دنوں پہلے کا ہے۔

اب ہم جماعت مرزائیہ سے دریافت کرتے ہیں کہ جن باتوں کے پورا ہو جانے پر مرزا قادیانی نے یہ پانچ جملے مخالفین کے لئے کہے تھے اور اب نہایت صفائی سے ظاہر ہو گیا کہ وہ باتیں پوری نہ ہوئیں اور اعلانیہ طور پر غلط ثابت ہوئیں تو اب ان پانچوں جملوں کا مصداق ان کے نزدیک کون ہے؟ مرزا قادیانی یا ان کی جماعت امرحق کے اظہار میں کچھ شرم نہ کریں ہمارے نزدیک تو اس وقت ان کی جماعت زیادہ مستحق ہے ذرا انصاف کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنے چہروں کو ملاحظہ کریں اگر وہ ذرا غور کریں گے تو ان کے کائنات ان کی اندرونی سچائی (اگر کچھ ہے) تو بے اختیار کہہ اٹھیں گی ہم ابدی حیات سے محروم رہے، فریب کی تلوار نے ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، غلط فہمی اور ندامت کے داغ نے چہروں کو مسخ کر دیا۔ یہ جماعت ان جملوں کی زیادہ مستحق اسلئے ہے کہ باوجود اس بدیہی ثبوت کے حق کی طرف رجوع نہیں کرتی اور جھوٹ کو مان رہی ہے مرزا قادیانی کو شیطانی الہاموں کے دھوکے میں ایسا کہہ گئے اور دنیا سے چل بسے اور اگر انہیں انکار ہے اور ظاہر میں ضرور ہو گا تو اس کی وجہ بتائیں اور خوب سوچ سمجھ کر بتائیں مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں بتا سکتے نہیں بتا سکتے، ان کے مخالفین کی سچائی تو خدائے تعالیٰ نے دنیا پر ظاہر کر دی اور کسی خارجی دلیل سے نہیں مرزا قادیانی کی زبان سے ان کے اقرار سے اور ایک اقرار سے

نہیں متعدد اقراروں سے پھر اب سوان کی جماعت کے اور کون مستحق ہو سکتا ہے۔

اب میں ایک اور قول مرزا قادیانی کا اسی پیشگوئی کے متعلق ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جسے دیکھ کر انہیں حیرت ہو جائے گی کہ مرزا قادیانی کے اقوال کس کس طرح کے ہوتے ہیں اور ان کی کیا حالت ہے لکھتے ہیں ”یہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو نہیں بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج ہیں پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آقہم کا ذکر کرنا کس قدر مخلوق کو دھوکا دیتا ہے“

(تحفہ گولڈ ویس ص ۳۹ خزائن ج ۱ ص ۱۵۳)

ملاحظہ کیا جائے جس نشان کو خود ہی بہت عظیم الشان بتایا جس کے ہونے یا نہ ہونے کو اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کی علامت ٹھہرائی جس کا برسوں سے انتظار ہوتا رہا ہے مرزا قادیانی اب مسلمانوں کی توجہ کو اس طرف سے ہٹانا چاہتا ہے یہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ اس نشان کے ہونے میں انہیں بھی تردد ہو گیا ہے انتظار کرتے کرتے عرصہ ہو گیا اور تاویلیں کرتے کرتے اور باتیں بناتے بناتے بھی تھک گئے ہوں گے۔ دیکھنے کے لائق یہ بات ہے کہ یا تو اس پیشین گوئی پر اس قدر زور و شور یا اس قدر کمزوری تریاق القلوب میں جو پیشگوئیوں کا حصیلہ بتایا جاتا ہے وہ سب ادھر گیا اب اس کا ذکر کرنا نہایت شرم کی بات ہے جب ان کا عظیم الشان نشان غلط نکلا اور اپنے اقرار سے مرزا قادیانی جھوٹے ثابت ہوئے تو وہ حصیلہ ان نجومی اور رمالوں کے تھیلے کی طرح ہوا جو کچھ پیش گوئی کر کے لوگوں سے کچھ لے لیا کرتے ہیں یہ خوب یاد رہے کہ پیشین گوئی کرنا اور اس کی پیشین گوئی کا سچا ہو جانا اس کے سچے ہونے کی ہرگز دلیل نہیں ہے کسی نبی نے اپنی صداقت کا معیار پیشین گوئیوں کو نہیں بتایا ہے البتہ پیشین گوئی کا جھوٹا ہو جانا مدعی کے کاذب ہونے کی دلیل ہے اس لئے مرزا قادیانی اپنے قول کے بموجب کاذب ہوئے۔

جناب رسول اللہ (ﷺ) پر مرزا قادیانی کا غلط الزام

مرزا قادیانی کی سخن سازی اور بیباکی کی حد ہو گئی کہ اپنے اوپر سے الزام اٹھانے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ پر غلط پیشگوئی کا الزام عمدہ پیرایہ سے لگانا چاہتے ہیں ملاحظہ ہو لکھتے ہیں۔

”اس کی ایسی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریہ انفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔ اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت انداز کردہ پر پوری نہ ہوئی۔“ (تحدہ گلازویہ ص ۲۰ خزائن ج ۱ ص ۱۵۳)

بھائیو! اس مثال کی اصلی حالت کو دیکھو پھر مرزا قادیانی کے بیان کو ملاحظہ کرو کہ وہ مخلوق کو کیسا صریح دھوکا دے رہے ہیں ۶ ہجری میں جناب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا۔ یہ وہ وقت ہے کہ ابھی مکہ معظمہ کفار مشرکین کے قبضے میں ہے مگر وہ اپنے مذہبی خیال سے کسی حج اور عمرہ کرنے والے کو روکتے نہ تھے اور چار مہینوں میں یعنی شوال ذیقعدہ ذی الحجہ اور رجب میں لڑائی کو منع جانتے تھے اسی وجہ سے آپ نے ماہ ذی قعدہ میں عمرہ کا ارادہ کیا اور تشریف لے چلے آپ کے ہمراہ چودہ پندرہ سو صحابہ ہوئے اب حدیبیہ پہنچ کر یا روانگی سے قبل آپ نے خواب دیکھا کہ ہم صح تمام اصحاب کے بلا خوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں اور ارکان حج ادا کئے ہیں۔ یہ آپ کا خواب ہے کوئی الہامی پیش گوئی نہیں ہے اس خواب میں کوئی قید اور کسی وقت کی تعیین نہ بطور اندازہ بیان کی گئی ہے نہ حتی طور پر کوئی بات کہی گئی ہے۔ یہ خواب آپ نے اصحاب سے بیان فرمایا چونکہ حضور انور ﷺ اس سال عمرے کا ارادہ فرما رہے تھے اور انبیاء علیہم السلام کا خواب تو سچا ہوتا ہی ہے۔ اس لئے بعض اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم کو یہ یقین ہوا کہ اسی سال ہم بلا خوف و خطر مکہ معظمہ میں پہنچیں گے اور حج کریں گے انہیں یہ خیال نہیں رہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے وقت کی تعیین نہیں فرمائی مقام حدیبیہ میں جب آپ پہنچے تو کفار مانع ہوئے مگر کچھ شرائط کے ساتھ اس پر صلح ہو گئی کہ اس سال نہ جائیں آئندہ سال آ کر عمرہ کریں حضور انور ﷺ نے حدیبیہ سے لوٹنے کا ارادہ کیا حضرت عمر نے عرض کیا کہ حضرت (ﷺ) آپ نے تو فرمایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ میں جائیں گے اور طواف کریں گے یعنی آپ نے اپنا خواب بیان فرمایا تھا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ہم نے کہا تو تھا مگر کیا یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم داخل ہوں گے؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ ”نہیں“ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ خانہ کعبہ میں داخل ہو گے اور طواف کرو گے یعنی ہمارے خواب کا ظہور کسی وقت ہو گا۔ یہ روایت صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد میں ہے خدائے تعالیٰ نے آئندہ سال میں اس کا ظہور دکھایا اور پھر ایک سال کے بعد فتح مکہ ہوئی اور نہایت کامل

طور سے اس پیشین گوئی کی صداقت کا ظہور ہوا، غرض یکہ دو برس کے اندر وہ پیشین گوئی کامل طور سے پوری ہو گئی۔

یہاں یہ معلوم کر لینا بھی ضروری ہے کہ ۶ ہجری میں جو حضور انور ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا تھا اس ارادہ کا باعث آپ کا خواب تھا، یا صرف عمرہ کا شوق اور وہاں کے کفار کی حالت کا معلوم کرنا کامل تحقیق اس کی شہادت دیتی ہے کہ عمرہ کرنے کا خیال اس کا باعث ہوا، کیونکہ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خواب کا دیکھنا اس سفر کا باعث ہوا، صحیح روایت تو یہی ہے کہ حدیبیہ پہنچ کر حضور انور ﷺ نے وہ خواب دیکھا تھا، اس کی صحت بہ لحاظ راوی کے اور باعتبار ناقلین کے بہر طرح ثابت ہوتی ہے، اس کے راوی مجاہد ہیں جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے شاگرد رشید اور نہایت ثقہ ہیں، اور اس روایت کو اکثر مفسرین اور محدثین نے نقل کیا ہے، تفسیر درمنثور میں اس روایت کو پانچ محدثین سے اس طرح نقل کیا ہے کہ

عن مجاهد قال اری رسول اللہ ﷺ وهو بالحدیبیة انه ید

خلی مکتہ هو واصحابہ امنین۔ (درمنثور ج ۶ ص ۸۰)

”مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ اور آپ کے اصحاب بے خوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں“ تفسیر جامع البیان طبری، اور فتح الباری، اور عمدۃ القاری، اور ارشاد الساری میں بھی یہی ہے کہ حضور انور ﷺ نے حدیبیہ میں یہ خواب دیکھا۔ غرض یہ کہ اس وقت نو کتابوں سے اس دعویٰ کا ثبوت دیا گیا جس روایت میں یہ آیا ہے کہ مدینہ پاک میں حضور انور ﷺ نے یہ خواب دیکھا وہ روایت ضعیف ہے علاوہ اس کے ضعیف ہونے کے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور ﷺ کا وہ سفر اس خواب کی وجہ سے ہوا اس کی تحقیق جدا گانہ رسالہ میں کی گئی ہے اس مختصر بیان سے یہ ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی کا یہ الزام کہ حدیبیہ والی پیشین گوئی وقت انداز کردہ پر پوری نہ ہوئی محض غلط ہے رسول اللہ ﷺ نے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے کسی وقت کسی طرح کوئی بیان نہیں فرمایا۔ اب ہمارے برادر اس واقعہ کو مرزا قادیانی کی پیشین گوئی سے ملائیں جسے وہ اپنے دعویٰ کا عظیم

الشان نشان بتا رہے ہیں جس کی نسبت بار بار کہا کہ اگر اس کا ظہور نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں۔“ اور حضور انور ﷺ نے صرف اپنا خواب بیان کیا تھا اور بطور تعبیر بھی اس کے ظہور کا کوئی وقت کسی طرح بیان نہیں فرمایا تھا؟ آپ کا سفر کرنا اور ذوالحلیفہ پہنچ کر احرام باندھنا اس کی دلیل ہرگز نہیں ہے کہ آپ کے خیال میں یہ تھا کہ اس خواب کی تعبیر اسی سال ظہور میں آئے گی بلکہ احرام باندھنا اس کی دلیل ہے کہ اس کی تعبیر اس وقت ظہور میں نہیں آئے گی پھر یہاں کسی شریہ کو کس طرح مخجائش مل سکتی ہے کہ وہ کہے یہ پیشگوئی وقت انداز کردہ پر پوری نہ ہوئی؟

یہاں اول تو الہامی پیشگوئی نہ تھی اور جس قسم کی پیشین گوئی تھی وہ پوری ہوئی اور ہر طرح پوری ہوئی اب اس خواب کو اپنی اس پیشگوئی کے مثل ٹھہرانا جس کی میعاد پہلے اڑھائی برس بیان کی پھر اس کو خوب مشتہر کیا جب وہ میعاد گزر گئی اور احمد بیک کا واما نہ مرا اور مسلمانوں نے کہنا شروع کیا تو مرزا قادیانی بڑے زور و شور سے باتیں بناتے رہے اور اس کے وقوع میں آنے کا یقین ولاتے رہے چنانچہ چار قول ان کے بھی نقل کئے گئے مگر پندرہ یا سولہ برس کے بعد مرزا قادیانی اس جہان سے تشریف لے گئے اور اس کا ظہور نہ ہوا۔

بھائیو! انصاف سے کہو کہ یہ خلقت کو گمراہ کرنا نہ ہوا کہ اپنی جھوٹی پیشگوئی پر پردہ ڈالنے کے لئے رسول اللہ ﷺ پر یہ افتراء کیا کہ حدیبیہ میں آپ نے پیشگوئی کی تھی اور وہ وقت انداز کردہ پر پوری نہ ہوئی اس کو خوب یقین کرنا چاہئے کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے خلاف مرزا قادیانی کی روش

مرزا قادیانی کے خیالات اور ان کی باتیں انبیائے کرام کی روش کے خلاف ہیں ایک یہ امر نہایت لائق توجہ ہے جس سے سچے اور جھوٹے میں ایک لطیف فرق دانشمند حضرات سمجھ سکتے ہیں۔ (۱) جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی پیشگوئی یا معجزے کی نسبت نہیں فرمایا کہ یہ میری نبوت کی دلیل ہے اگر اس کا ظہور نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں جیسا مرزا قادیانی

ہوں اب آپ ہی فرمائیے کہ جو شخص اس قدر اعلانیہ جھوٹ خدائے تعالیٰ پر باندھے رسول اللہ ﷺ پر افتراء کرنے جس کے حالات ایسے ہوں جن کا ذکر پہلے حصے میں ہوا وہ برگزیدہ خدا یا رسول و نبی ہو سکتا ہے؟ کوئی ایماندار اس کا اقبال نہیں کر سکتا بلکہ بے اختیار کہہ اٹھے گا کہ ایسا شخص برگزیدہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتا، اگرچہ کتنا ہی بڑا علامہ مسیحیوں نہ ہو یہاں تک مرزا قادیانی کے عظیم الشان نشان کا خاتمہ ہو گیا اور قدرت خدا نے دکھا دیا کہ وہ ایک نشان عظیم ہے، مرزا قادیانی کے حالات ظاہر کرنے کا۔ اور ایسا نشان ہے کہ خاص و عام جاہل و عالم جس کو حق طلبی ہے وہ اس رسالے کو دیکھ کر بے تامل کہہ دے گا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط تھا اور اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ بڑے شد و مد سے انہیں اپنے جھوٹے ہونے کا اقبال ہے اس نشان کے متعلق اس کا ذکر کرنا باقی ہے کہ مرزا احمد بیگ ان کی پیش گوئی کے مطابق مرے یعنی مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ اس لڑکی کا باپ تین سال کے اندر مر جائے گا اور ایسا ہی ہوا کہ چار مہینے یا چھ مہینے کے بعد وہ مر گئے اس کے جواب دینے کی ضرورت تو نہیں ہے مگر شاید کسی کو خلیجان رہ جائے اس لئے کہتا ہوں متوجہ ہو کر سنئے۔ اول..... احمد بیگ کے داماد کے متعلق پیشگوئی جھوٹی ہوئی جو اسی الہام کا ایک جزا تھی اور ظاہر ہو گیا کہ وہ رحمانی الہام نہ تھا تو اس کا دوسرا جز کیونکر رحمانی ہو سکتا ہے؟۔ دوم..... جب مرزا قادیانی کے اقرار سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہو گیا تو اب کوئی پیشگوئی ان کی حقانیت کی لئے پیش کرنا فضول ہے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بہت قسم کے لوگ پیشگوئی کرتے ہیں جن کا ذکر بار بار ہو چکا ہے ویسے ہی یہ بھی ہیں۔ سوم..... اگر کوئی

مرزا قادیانی نے (حقیقت الہامی ص ۱۸۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۲) وغیرہ میں مرزا احمد بیگ کے مرنے کے بعد بار بار یہ لکھا ہے کہ ”اس پیش گوئی کی دو ٹانگ تھیں ایک ٹوٹ گئی ایک باقی ہے“ غرض یہ کہ ان دونوں پیشگوئیوں کا ایک ہی الہام سے ہونا مرزا قادیانی کے کلام سے ظاہر ہے لہذا ایک کا جھوٹا ہونا اور دوسرے کو بھی ساقط الاعتبار کرتا ہے، مرزا قادیانی نے احمد بیگ کے مرنے کے بعد جب اپنی صداقت کا اظہار زور و شور سے کیا تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے پچاس سوالات جرح کے کئے تھے جس کا جواب اس وقت تک دیکھا سنا نہیں گیا ”رسالہ اشاعت السنۃ“ جلد ۱۵ نمبر ۱ اور ۲ دیکھنا چاہئے، مگر جو کچھ اس رسالے میں لکھا گیا ہے وہ کافی ہے کیونکہ اس میں آسانی فیصلہ کا اظہار ہے اور ایسے فیصلے کے بعد سوالات جرح کی ضرورت نہیں۔

انصاف سے غور کرے تو ان باتوں کے قطع نظر وہ معلوم کر لے گا کہ احمد بیگ کی موت مرزا قادیانی کی پیشگوئی کے مطابق نہیں ہوئی، کیونکہ مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ تین سال کے اندر احمد بیگ مر جائے گا، اردو کے محاورے کے موافق اگر احمد بیگ دو سال کے بعد تین سال کے اندر مرتا اس وقت یہ کہنا صحیح ہو سکتا تھا کہ پیشگوئی کے مطابق اس کی موت ہوئی اور جب وہ چار یا چھ ماہ میں مر گیا تو کوئی فہمیدہ محاورہ ان منصف مزاج نہیں کہہ سکتا کہ پیشین گوئی کے مطابق مرا البتہ اگر یہ پیشگوئی ہوتی کہ ایک سال کے اندر مر جائے گا، اس وقت کہہ سکتے تھے کہ احمد بیگ کی موت پیشگوئی کے مطابق ہوئی ہے، اس کے علاوہ ایک نہایت روشن بات مرزا قادیانی کے الہام سے ثابت ہوتی ہے کہ احمد بیگ کی موت پیشین گوئی کے مطابق نہیں ہوئی، کیونکہ الہام میں کہا گیا کہ احمد بیگ تین سال کے اندر فوت ہو گا اور اس کے داماد کے لئے کہا گیا کہ اڑھائی سال کے اندر فوت ہو نہایت ظاہر ہے کہ احمد بیگ کے مرنے کے لئے زیادہ میعاد بیان ہوئی، اور اس کے داماد کی اس سے کم اس کمی اور بیشی کے لئے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ جس کی میعاد کم ہے وہ پہلے مرے گا اور جس کی میعاد زیادہ ہے وہ بعد کو مرے گا یعنی اڑھائی برس کے بعد جب یہ نہ ہوا تو یقیناً احمد بیگ کی موت پیشین گوئی کے مطابق نہیں ہوئی، اس کے بھی علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اسی کے ساتھ اس کے داماد کے موت کی پیشین گوئی کی تھی وہ تو یقیناً جھوٹی ہوئی، پھر وہ پیشین گوئی بھی کیسی کہ برسوں اس کا الہام ہوتا رہا، پہلے اس کے موت کے لئے اڑھائی برس کی قید لگائی جب وہ غلط ہو گئی تو کتنے برسوں تک کہتے رہے کہ وہ میرے سامنے مرے گا، پھر اس میں کیسی کیسی دعائیں اس کی موت کے لئے مرزا قادیانی نے مانگی ہوں گی، شب کو کس کس طرح روئے اور گزر گزائے ہوں گے، اس خیال سے کہ میں کہیں جھوٹا نہ ہو جاؤں مگر کچھ نہ ہوا اور مرزا قادیانی جھوٹے ٹھہرے ان باتوں کو خیال کر کے کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ احمد بیگ کی موت مرزا قادیانی کے قول کی تصدیق ہے؟ ہرگز نہیں۔

الحاصل! مرزا قادیانی نے اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے جس کو نہایت ہی عظیم الشان نشان ٹھہرایا تھا جس کے ہونے پر انہیں نہایت ہی وثوق تھا وہ بالکل غلط نکلا اور جتنی پیشین گوئیاں اس کے متعلق تھی سب جھوٹی ثابت ہوئیں۔

الغرض! پیشین گوئی کا بیان تو ہوا مگر میں دیکھتا ہوں کہ بعض اہل علم ان کی

لیاقت علمی اور تفسیر دانی کو بہت مانتے ہیں اور ان کی دلیلوں کی وقعت کرتے ہیں اس لئے ان کی خیر خواہی اس پر مجبور کرتی ہے کہ اس رسالے کے مناسب ان کی علمی لیاقت اور تفسیر دانی کا نمونہ بھی دکھایا جائے اور اسی نمونے میں اس دلیل پر گفتگو کی جائے جسے مرزا قادیانی اپنی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی دوسری عظیم الشان دلیل کا پامال ہونا

ان دلیلوں میں سب سے زیادہ قوی اور عام فہم دلیل وہ ہے جو اس نے یوں لکھی ہے ”میرے دعویٰ الہام پر پورے بیس برس گزر گئے اور مفتزی کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی..... پھر کیا اسی خدائے تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب بے باک اور مفتزی کو جلد نہ پکڑے یہاں تک کہ اس افتراء پر بیس برس سے زیادہ عرصہ گزر جائے کون اس کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے اس لیے عرصے تک اس جھوٹے کو چھوڑ دے جس کی نظیر دنیا کے صفحے میں مل ہی نہیں سکتی..... ایک تقویٰ شعار آدمی کے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے مجھے مفتزیوں کی طرح ہلاک نہیں کیا بلکہ میرے ظاہر اور میرے باطن اور میرے جسم اور میری روح پر وہ احسان کئے جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔“ (انجام آختم ص ۳۹-۵۰ خزائن ج ۱۱ ص ایضا) پھر لکھتے ہیں ”کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ ایسا کذاب اور دجال اور مفتزی جو برابر بیس برس کے عرصے سے خدائے تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہا ہے اب تک کسی ذلت کی مار سے ہلاک نہ ہوا اور کیا یہ بات سمجھ میں نہیں آ سکتی کہ جس سلسلے کا تمام مدار ایک مفتزی کے افتراء پر تھا وہ اتنی مدت تک کسی طرح چل نہیں سکتا تھا۔ توریت و قرآن شریف دونوں کو اسی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنا والا جلد تباہ ہو جاتا ہے۔“

(انجام آختم ص ۶۳ خزائن ج ۱۱ ص ۶۳)

یہاں جو اقوال نقل کئے گئے ان سے تو صاف ظاہر ہے کہ جھوٹے کو بیس برس تک مہلت نہیں مل سکتی اور (ضمیمہ تحفہ گوڑویہ ص ۶ خزائن ج ۱ ص ۴۲) میں ۲۳ برس میعاد بیان کی ہے مرزا قادیانی کا یہ دوسرا قول پہلے قول کو غلط کرتا ہے کیونکہ دوسرے قول سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی جھوٹا بیس برس کیا بائیس بلکہ ساڑھے بائیس برس تک جھوٹ بولتا رہے

تو اس کی گرفت ضروری نہیں ہے اس ترقی کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کو بیس برس سے زیادہ مہلت ملی، اب مصلحت یہ ہے کہ جمونے کی مہلت میں ترقی کر دی جائے تاکہ اس کی نظیر تلاش کرنے میں زیادہ وقت ہو اور ان کے خیال میں تو کوئی مل ہی نہیں سکتی، مرزا قادیانی کی یہ دلیل ایسی ہے کہ عوام کے ذہن نشین جلد ہو جاتی ہے اور عام کیا بعض اہل علم بھی اس میں بہک جاتے ہیں اس لئے اس کے متعدد جواب دیئے جاتے ہیں۔

پہلا جواب اس سے پوچھتا احمد بیگ کے داماد کے متعلق جو چار قول مرزا قادیانی کے منقول ہو چکے ہیں وہ چاروں قول اس دلیل کو غلط بتاتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی ۲۳ برس سے زیادہ دعویٰ الہام کے ساتھ عیش و عشرت کرتے رہے اور ان اقوال سے ظاہر ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اقرار کے بموجب جمونے اور ہر بد سے بدتر ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمونہ ملہم اور خدا پر افتراء کرنے والا بھی ۲۳ برس سے زیادہ عیش و عشرت کے ساتھ زندہ رہ سکتا ہے اور زیادتی کی کوئی میعاد نہیں معلوم ہوتی، اس لئے مرزا قادیانی ہی کے قول سے یہ دلیل غلط ہے۔

دوسرا جواب فیصلہ آسانی پہلے حصے میں اور اس میں بہت سے الہامات مرزا قادیانی کے غلط ثابت کئے گئے اور ان کی غلطی ایسی ثابت ہوئی کہ کسی طرح کا ہبہ باقی نہیں رہا۔ جب ان کے الہامات غلط ثابت ہوئے تو خدا پر افتراء کرنے کا ثبوت یقینی طور سے ہو گیا، اب اگر خدا پر افتراء کرنے والے کو بیس برس کی مہلت نہیں ملتی تو مرزا قادیانی بیس برس کے اندر کیوں نہیں ہلاک ہوئے؟ اس کا جواب مرزائی حضرات فرمائیں۔ ہمارے نزدیک تو جس طرح وہ پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں اسی طرح ان کا یہ قول بھی غلط ہے کہ جمونے ملہم کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی، ان دو جوابوں کے بعد تحقیقی جواب دیا جاتا ہے غور سے ملاحظہ ہو۔

تیسرا جواب مرزا قادیانی کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ کذاب و مفتری یعنی خدا پر افتراء کرنے والا ذلت کی موت سے جلد ہلاک ہو جاتا ہے اور سچا ملہم عیش و عشرت کے ساتھ دیر تک زندہ رہتا ہے یہ دلیل بالکل بے اصل ہے سنت اللہ اس طرح جاری ہے نہ قرآن و حدیث میں اس کا ثبوت ہے، توریت و انجیل میں پایا جاتا ہے اور مرنے کو سچے جمونے سب ہی مرتے ہیں کسی کی عمر کم ہوتی ہے کسی کی زیادہ اس میں سچے اور جمونے

سب بڑا ہے، البتہ سچے کی موت راحت ہے اور جھوٹے کی موت اس کے لئے مصیبت ہے، اگرچہ موت کے وقت تک وہ عیش و عشرت میں رہا ہو امور سلطنت چھوڑ کر مرا ہو اس کی تفصیل سے پہلے اس کا بیان ضرور ہے، کہ خدا پر افتراء کرنے والے کون ہیں اور کتنے قسم پر ہیں اور ان پر ہلاکت اور ذلت کا حکم ہونے کی کیا وجہ ہے؟ کیا دنیا میں نیکیوں اور صالحوں کے عیش و عشرت کا مقام ہے؟ جو ان کے مقابلے میں جھوٹوں کو جلد ہلاکت کا حکم دیا جاتا ہے اور نیکیوں کو عیش میں چھوڑا جاتا ہے؟ خدا پر افتراء کرنے والوں کی بہت قسمیں ہو سکتی ہیں مگر اس وقت ہم دو قسمیں بیان کرتے ہیں، ایک وہ ہیں جو نبوت یا الہام کا دعویٰ کر کے جھوٹے الہام بیان کریں اور جو باتیں خدا نے نہیں کہیں انہیں خدا کی طرف منسوب کریں، ایسے جھوٹے پہلے بھی گزر چکے ہیں اور اس صدی میں بھی گزر رہے ہیں۔ ہندوستان میں مجدد اور امام اور مہدی ہونے کا دعویٰ تو کئی شخصوں نے کیا مگر الہام اور نبوت کا دعویٰ صرف مرزا قادیانی کا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے وہ ہیں جو خدا کی سچی باتوں کو جھوٹی کہتے ہیں اور اس کے سچے رسولوں کو مفتری اور کذاب بتا کر خلقت کو گمراہ کرتے ہیں، ان کا یہ خیال ہے کہ ہمارے پاس جو شریعت الہیہ اور کتاب خدا ہے وہ انہیں مفتری اور کذاب ٹھہراتی ہے اس لئے ہم مامور ہیں کہ انہیں نہ مانیں اور کوشش کریں کہ خلقت انہیں خدا کا رسول نہ جانے، یہ صحیح خدا پر افتراء ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جا بجا کفار و مشرکین کو مفتری کہا ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ ”يَفْتَرُونَ عَلَيَّ الْكُذِبَ“ (نساء ۵۰) یہ گروہ اپنے خیالات اپنے گمانات فاسدہ کو خدا کا حکم اور منجانب اللہ سمجھتا ہے اس لئے وہ مفتری ہے، ان پر غضب الہی آنے اور جلد ہلاک ہونے کی وجہ مرزا قادیانی کے کلام سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ مفتری مخلوق خدا کو گمراہ کرتے ہیں، خدا کے قہر کا یہ متھنساء ہے کہ ان کو ذلت سے جلد ہلاک کرے تاکہ اس کی مخلوق گمراہی سے محفوظ رہے، اب اگر مخلوق کو گمراہ کرنا اس بات کا سبب ہے کہ گمراہ کرنے والا غضب الہی کی آگ سے جلد ہلاک ہو اور ذلت کے ساتھ مرے، تو اس وقت کے لحاظ سے بہت زیادہ گمراہ کرنے والا گروہ دہریہ اور لاندہب ہے جس کو سرے سے خدائے تعالیٰ کے وجود سے انکار ہے۔ جب کوئی ان کے سامنے اس قدر بے چوں کا ذکر کرے تو بشرط قدرت و موقع زور سے قہقہہ لگاتے ہیں، اور ان کی تقریروں اور تحریروں کے زور سے یورپ میں دہریت کا دریا موج زن ہے، مذہب عیسوی

خطرناک حالت میں ہو گیا ہے اور عیسائی برابر دہریہ ہوتے جاتے ہیں اور ہندوستان میں بھی یہ مذہب پھیل رہا ہے ۲۳ برس سے زیادہ ہوئے کہ یہ گروہ کمال عیش و عشرت اور مسرت و حکومت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے دوسرے گروہ میں دیانند سرتی کو دیکھو تیس برس سے زیادہ ہوئے کہ اس نے آریہ مذہب کی بنیاد ڈالی اور ہندوستان میں ہندو مسلمانوں میں ہلچل مچا دی مذہب حقہ اسلام اور اس کے بانی علیہ السلام پر بہت کچھ زبان درازی کی مگر تازیت چھین کرتا رہا اور مرا بھی تو کسی ذلت کی موت سے نہیں مرا جیسا کہ مرزا قادیانی مفتری کے لئے کہتے ہیں۔

اب دیکھو کہ اس کے مذہب کو اس کی جماعت کو کس قدر ترقی ہو رہی ہے حیرت یہ ہے کہ بعض مسلمان آریہ ہو گئے دیانند اگرچہ مر گیا مگر اس کی گمراہی اور اس کی جماعت گمراہ کرنے والی موجود ہے اور اس سے زیادہ گمراہی پھیلا رہی ہے اس لئے اسے زندہ سمجھنا چاہئے۔

الحاصل! خدا پر افتراء کرنے والے اور خلقت کو گمراہ کرنے والے دو گروہ ہوئے پہلا گروہ وہ ہے جو کہہ رہا ہے کہ خدا نے مسیح موعود کو بھیجا ہے ان کے سرگروہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی ہیں اور اخبار ”ایڈوکیٹ“ بمبئی میں لکھا ہے کہ لندن میں ایک عیسائی نے دعویٰ کیا ہے کہ مسیح موعود میں ہوں اور اس قدر اس کو ترقی ہے کہ اس کا چرچ یعنی گرجا جو اس نے بنوایا ہے اس قدر شاندار ہے کہ باوجود سلطنت اور بے حد عمارت کے شہر لندن میں اس کے مثل نہیں ہے مرزا قادیانی سے تو عمدہ مسجد بھی نہ بن سکی منارہ بنواتے تھے وہ بھی اس کے مرنے تک ناتمام رہا اور ان کا روپیہ ضائع اور بے کار گیا۔ غرض یہ کہ مسیح لندن کی عیش و عشرت اور شان و شوکت مسیح قادیانی کی عیش و عشرت و شوکت سے بہت زیادہ ہے۔ دوسرا گروہ منکرین رسالت کا ہے جن کا ذکر ابھی کیا گیا۔ تیسرے گروہ کو اگرچہ مفتری نہ کہیں مگر خدائے تعالیٰ کا اور اس کے سچے رسولوں کا بالکل انکار کرنا افتراء کرنے سے زیادہ جرم ہے اور خلقت کو گمراہ کرنا جس قدر اس تیسرے گروہ سے ہو رہا ہے ان دونوں سے نہیں ہے اس لئے مورد غضب الہی اگرچہ تینوں گروہ ہیں مگر اسے سب سے زیادہ ہونا چاہئے لیکن اس وقت تک کسی گروہ کو غضب الہی کے صاعقہ نے ہلاک نہیں کیا

بلکہ نہایت زور سے انہیں ترقی ہو رہی ہے یہ وہ حالت ہے کہ مرزا قادیانی کی غلط بیانی کا ثبوت دنیا آنکھوں سے دیکھ رہی ہے اس میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ ایسی بدیہی بات کا مرزا قادیانی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفحہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی، اگر کوئی قادیانی کہے کہ مرزا قادیانی خاص جموں ملہموں کی نسبت لکھتے ہیں کہ ایسا جموں ملہم کوئی نہیں گزرا، تو میں کہتا ہوں کہ جموں ملہم کی تخصیص کیوں کی جاتی ہے؟ ہم تو بیان کر چکے کہ جو وجہ ہلاک کر دینے کی جموں ملہم میں ہے اس سے زیادہ دوسرے گروہوں میں ہے پھر تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ کوئی قادیانی اس تخصیص کی وجہ نہیں بیان کرتا، مگر ہمیں الزام دیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے خاص مفتری کے لئے یہ نتیجہ بیان کیا ہے، مگر اسے یہ چاہئے کہ اپنے مرشد کے قول کی دلیل قرآن مجید سے، حدیث سے یا عقل سے کوئی دلیل تو پیش کرے یا مرزا قادیانی کے محض جموں اور غلط اقوال کو پیش کر کے ہمیں الزام دینا چاہتا ہے تمہارے مرشد کا یہ قول کہ ”توریت و قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد جاہ ہو جاتا ہے یعنی دنیا میں بیس اکیس برس تک وہ عیش و آرام میں نہیں رہ سکتا“ محض غلط ہے، خدا پر افتراء ہے، اور اگر گذشتہ زمانے میں ایسے جموں ملہموں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو تھوڑا انتظار کریں آئندہ ان کا بھی ذکر ہوگا، مرزا قادیانی کے جواب میں یہ بدیہی اور یعنی دلیل تھی، اب حقیقت امر کو بیان کیا جاتا ہے، اور استدلالی طریق سے جواب دیا جاتا ہے، جس طرح زمانے کی موجودہ حالت سے ثابت ہو گیا کہ مفتری اور خلقت کو گمراہ کرنے والے جلد ہلاک نہیں ہوتے اسی طرح تاریخ پر نظر کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے منکروں کو اور اس پر افتراء کرنے والوں کو بہت کچھ مہلت دی گئی ہے اس پر کسی کو تعجب نہ ہو، خدائے تعالیٰ بڑا حکیم ہے، اگر اس کی حکمت بالغہ کا مقتضاء یہ ہو کہ کسی مفتری کو مہلت دی جائے تو کوئی روکنے والا اور الزام دینے والا نہیں ہے لا یُسْتَلَّ عَمَّا یَفْعَلُ (انبیاء ۲۳) سچا ارشاد ہے، طیب ظاہری بیمار کے علاج میں بعض وقت ایسا علاج کرتا ہے کہ دیکھنے والے اس وقت متحیر ہوتے ہیں بعض اسے ناپسند کرتے ہیں، مگر وہ اصول طب کے موافق علاج کرتا ہے، نا واقفوں کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے، پھر اس حکیم مطلق کی حکمتوں پر کس کا علم محیط ہو سکتا ہے؟ البتہ اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ کسی

وقت اس کی صفت اضلال کا غلبہ اس کی مہلت کا باعث ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے صفات میں جس طرح ہدایت ہے اسی طرح اضلال بھی ہے جب ہدایت اور گمراہی اسی کی طرف سے ہے تو جس طرح اسے ہادی کہتے ہیں اسی طرح اسے مُضِلُّ بھی کہہ سکتے ہیں قرآن مجید کے نصوص قطعہ میں اس کا بیان ہے چند آیتیں یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

۱..... اَلرَّيْذُونَ اِنْ تَهْتَدُوا مِنْ اَضَلِّ اللّٰهِ وَمَنْ يُّضِلُّ اللّٰهُ فَلَنْ

تَجِدَ لَهُ سَبِيْلًا (سورۃ نساء ۸۸)

اللہ تعالیٰ امت محمدیہ سے خطاب کر کے فرماتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا تم اسے ہدایت کرو (یہ نہیں ہو سکتا) جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اسے تو نیک راہ پر نہیں چلا سکتا۔

۲..... مَنْ يُّهْدِي اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي وَمَنْ يُّضِلُّ فَلَوْلَيْكَ هُمْ

الْخٰسِرُوْنَ ۝ (سورۃ اعراف ۱۷۸)

جسے اللہ تعالیٰ ہدایت کرے وہی ہدایت پا سکتا ہے اور جسے گمراہ کرے وہی نقصان والوں میں ہے۔

۳..... مَنْ يُّضِلُّ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ (اعراف ۱۸۶)

جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔

۴..... مَنْ يُّضِلُّ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ (سورۃ رعد ۳۳)

جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی ہادی نہیں ہو سکتا۔

۵..... وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ

يُّشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يُّشَاءُ (سورۃ نحل ۹۳)

اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ساری دنیا کو ایک گروہ کر دے لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور

احقرت امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے کتابات جلد سوم کے صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں۔ ہر دو مظاہر اسم الہادی و اسم المصل یافتہ از ہر دو حظ میگرد۔“

اس میں صاف طور سے جس طرح اللہ تعالیٰ کا نام الہادی بتایا اسی طرح المصل بتایا مگر چونکہ مرزائیوں کو علم سے اور بزرگوں کے کلام سے کچھ واسطہ نہیں ہے صرف بغدادی قاعدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کچھ نام لکھے دیکھے ہیں اس لئے سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اتنے ہی نام ہیں حالانکہ علماء نے ہزار نام بتائے ہیں۔

جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے یعنی اس کی حکمت بالغہ کا یہی مقصد ہے کہ کوئی گمراہ رہے اور کوئی ہدایت پائے۔ انسان کو اس غیر متناہی ذات و صفات کی ساری باتوں پر اطلاع نہیں ہو سکتی۔

اس وقت حضرات مرزائیوں کی حالت پر اس کا تجربہ ہو رہا ہے کہ ان کی فیر خواہی میں کیسی کوشش کی جاتی ہے اور ان کی گمراہی کو کس کس طرح سے روشن کر کے دکھایا جاتا ہے مگر سچ ہے کہ ”مَنْ يُضِلِّ لِلَّهِ فَلَا هَادِيَ لَهُ“ جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اسے کون ہدایت کر سکتا ہے۔“ اس مضمون کی آیتیں قرآن مجید میں کثرت سے ہیں، مگر ان کی نظر ان پر نہیں پڑتی یا ان کے معنی سمجھنے میں ان کی عقل بہک گئی ہے اور اس طریقہ سے وہ گمراہ ہوئے ہیں، بہر حال گمراہ ہیں۔ زمانے کی تاریخ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں صفتوں کا دورہ ہوا کرتا ہے جس وقت صفت ہدایت کا دورہ ہوتا ہے تو ساری دنیا میں ہدایت کی روشنی پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور ہر طرف ہدایت کا اثر کم و بیش نظر آتا ہے اور جب صفت اضلال کا دورہ ہوتا ہے تو حالت اس کے برعکس ہوتی ہے صفت ہدایت کے دورے میں جس قدر مفتری اور کذاب گمراہ کرنے والے ہوں گے، اگر وہ ہدایت کے دائرے میں نہ آئیں گے تو عقل سلیم یہ کہتی ہے کہ صفت قبہاری ان کی طرف جلد متوجہ ہوگی اور انہیں نیست و نابود کر دے گی، مگر اس کے لئے کوئی میعاد نہیں ہو سکتی، اسی علام الغیوب اور حکیم مطلق کے اختیار میں ہے، یہی وجہ ہوئی کہ سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں اسود غسانی اور مسیلہ کو زیادہ مہلت نہ ملی اور سجاج مدعیہ نبوت کو تیس برس سے زیادہ مہلت اس لئے رہی کہ خدا کے علم میں وہ مسلمان تھی اسی وجہ سے وہ حضرت معادینہ کے عہد میں آئی اور مسلمان ہوئی، جس وقت صفت اضلال کا غلبہ ہوتا ہے اس وقت کذاب و مفتری کو جس قدر زیادہ مہلت دی جائے تو عجب نہیں ہے اس دورے میں اس کی شان حلم و کرم اس کی مربی ہوگی۔ اہل نظر خوب دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت میں صفت اضلال کا زور بے دنیا میں ہر طرح سے گمراہی پھیل رہی ہے، نظر اٹھا کر دیکھا جائے جس مذہب نے ہدایت کی روح دنیا میں پھونک دی تھی، اب اس کی کیا حالت ہو رہی ہے، اس کے دشمن کس کس طرح سے اس کے مٹانے کی تدبیریں کر رہے ہیں اور کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا اور نہ کسی کو خیال ہے اور خدا پر افتراء کرنے والے اس سے انکار کرنے والے کس

زور و شور سے گمراہی کو پھیلا رہے ہیں اور کتنی مدت سے کمال عیش و آرام سے حکومت کر رہے ہیں روز افزوں انہیں ترقی ہو رہی ہے، ایسے وقت میں اگر کسی مفتری اور جھوٹے ٹہم کو پچیس چھیس بڑن کی مہلت دی جائے تو اس کی سچائی کی دلیل نہیں ہو سکتی، اس وقت جو میں نے توقف کی وجہ بیان کی، یہ ایک عظیم الشان سزا الہی ہے یہاں ان آیتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے جن کی نقل ابھی ابھی کی گئی، جن سے اس صفت کا اظہار ہوتا ہے اور یہ تو ظاہری بات ہے کہ کسی وقت صفت انتقامی اس کی مہلت کا سبب ہوگی، تاکہ اس کے کذب و دروغ کا پلہ نہایت بھاری ہو جائے اور اسی قدر اس سے انتقام لیا جائے ایمانداروں خصوصاً علماء اور فہمیدہ حضرات کا امتحان بھی اس کی مہلت کا باعث ہو سکتا ہے، تاکہ آشکارا ہو جائے کہ کون ثابت قدم رہا اور کس کا ایمان پختہ لگلا، کہ گمراہ کرنے والے کے فریب میں نہ آیا، اور کون بہک گیا، جب یہ دونوں وجہیں بتا رہی ہیں کہ مفتری کی ہلاکت میں دیر ہو سکتی ہے اور اس کے لئے کوئی میعاد معین نہیں ہو سکتی، اور کوئی آیت و حدیث ایسی نہیں ہے جس سے اس کے خلاف ثابت ہوتا ہو۔ پھر مفتری کی مہلت سے انکار کرنا محض زبردستی اور نفس پرستی نہیں تو کیا ہے؟ جماعت قادیانی یہ تو کہے کہ شیطان جو صفت اضلال کا پورا مظہر ہے، اس کے مثل کون جھوٹا مفتری گمراہ کرنے والا ہو سکتا ہے؟ پھر اسے کیوں قیامت تک کی مہلت دی گئی اور ہلاک نہیں کیا گیا؟ یہ ایسی باتیں ہیں جن سے کوئی فہمیدہ انکار نہیں کر سکتا، اور بعض جگہ جو مرزا قادیانی نے ہلاکت کے لئے قیدیں لگائی ہیں وہ محض ایجاد بندہ اور ابلہ فریبی ہے، کسی عقلی یا نقلی دلیل سے ثابت نہیں ہو سکتا، کہ ہلاک ہونا خاص قسم کے مفتری کے لئے مخصوص ہے، اگر کسی کو دعویٰ ہو تو ثابت کرے۔

مرزا قادیانی اپنی کامیابی اور دنیاوی عمدہ حالت دکھا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ہماری سچائی کی دلیل ہے مگر بیان سابق سے اس کی غلطی بھی ظاہر ہو گئی، کیونکہ منکرین خدا و رسول اور جھوٹے مدعی اس وقت اپنے مطالب میں کامیاب ہیں اور مرزا قادیانی سے بدرجہا زائد عمدہ حالت رکھتے ہیں، مگر اب ہم قرآن مجید سے یہ ثابت کر کے دکھانا چاہتے ہیں کہ دنیا میں عیش و عشرت سے رہنا، دشمنوں سے محفوظ رہنا، اپنے مطالب میں کامیاب ہونا سچائی اور حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ دنیا دار الالقاء ہے، یعنی آزمائش اور

امتحان کا مقام ہے اور خدا کا امتحان مختلف طور سے ہوتا ہے کسی وقت مال و دولت اور آسائش و آرام دے کر اور کسی وقت عزت و آبرؤ و جاہ و منصب عنایت کر کے اور کسی وقت تنگی اور پریشانی سے۔

دنیوی حالت کا عمدہ ہونا حقانیت کی دلیل نہیں

پہلی آیت ارشاد خداوندی ہے: **إِنْ رَّبُّكَ لِالْمِرِّصَادِ مَا لَإِنْسَانٍ إِذَا مَا اهْتَلَهٗ رَبُّهٗ فَاكْرَمَهٗ وَنَعْمَهٗ فَيَقُولُ رَبِّيْ اَكْرَمَنِ ۝ ط وَاَمَّا اِذَا مَا اهْتَلَهٗ فَقَدَرٖ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُولُ رَبِّيْ اَهَانَنِ ۝**
(سورۃ الفجر ۱۶ تا ۱۳)

یعنی تیرا پروردگار سب کی حالت کو دیکھ رہا ہے اور ہر ایک کو آزماتا ہے کسی کو دنیاوی عزت دیتا ہے اس کے مال و دولت میں ترقی ہوتی ہے یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا میں مقبول ہوں اس نے میری بڑی عزت کی اور کسی پر روزی تنگ کرتا ہے تو پریشان ہو کر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ذلیل کیا اس آیت میں عام انسان کی آزمائش کا ذکر ہے اور دوسری آیتوں میں خاص مسلمانوں کے لئے ارشاد ہوا ہے مثلاً سورۃ عنکبوت کی پہلی اور دوسری آیت میں ہے:

دوسری آیت **الْمَ اَحْسَبَ النَّاسُ اَنْ يُتْرَكُوْا اَنْ يَقُولُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ ط (عنکبوت ۲۵ تا ۲۶)**

..... کیا لوگوں کا ایسا گمان ہے کہ وہ صرف اس کہہ دینے پر چھوڑ دیئے جائیں کہ ہم ایمان لے آئے ہم مسلمان ہیں اور ان کی آزمائش نہ کی جائے اور وہ فتنے میں نہ ڈالے جائیں ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ جو ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں ان کا امتحان ہونا ضروری ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ ہے اسی لئے ارشاد ہوتا ہے کہ اس کو بالیقین جان لو کہ ہم نے تم سے پہلے مسلمانوں کی بھی آزمائش کی ہے اس غرض سے کہ سچے اور جھوٹے میں فرق ظاہر ہو جائے۔

یہ آیت نص قطعی ہے کہ ایمان والوں کا امتحان ہوتا ہے اس میں انبیاء اولیاء سب داخل ہیں اور امتحان کس کس طرح کا ہو سکتا ہے اس کا بیان کچھ نہیں ہے جس سے

مقصد یہ ہے کہ ہر طرح کا امتحان ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے چنانچہ پہلی امتوں میں بہت سخت سخت امتحان ہوئے ہیں اس آیت کی تفسیر میں صاحب فتح البیان لکھتے ہیں، بعض آراء سے چمروئے گئے، بعض قتل کر دئے گئے، بعض آگ میں ڈال دئے گئے، بعضوں کا سر لوہے کے گنگھوں سے کھر جا گیا۔ اور ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں اس مضمون کی تصدیق میں حدیث نقل کرتے ہیں، "لمنهم من نشر بالمنشار و منهم من قتل و منهم من القى فى النار و منهم من مشطوا با مشاط الحديد (فتح البیان جلد ۷)

یعنی حدیث صحیح میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء کا ہونا ہے اس کے بعد نیک لوگوں کا یعنی نیکوں کا امتحان انبیاء کے امتحان سے کم ہوتا ہے ان کے بعد جس قدر نیکوں سے مشابہت اسی قدر ان سے امتحان۔ "جاء فى الحديث الصحيح اشد الناس بلاء الا انبياء ثم الصالحون ثم الا مثل فالامثل"

(ترمذی باب ما جاء فى الصبر على البلاء ج ۲ ص ۶۵)

یعنی اگر زیادہ مشابہت ہے تو سخت امتحان ہے اور جس قدر مشابہت میں کمی ہے اتنی ہی امتحان میں کمی ہے یہ حدیث مختلف الفاظ سے آئی ہے اور بہت ائمہ حدیث نے اسے روایت کیا ہے ترمذی روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے حاکم اور ابن حبان روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ غرض یہ کہ مقبولان خدا کی حالت اس آیت اور حدیث سے معلوم کرنا چاہئے اور مرزا قادیانی کے قول پر نظر کرنا چاہئے کہ ان کا قول قرآن مجید اور حدیث صحیح کے صریح خلاف ہے سورہ انعام میں بعض سابق امتوں کا اس طرح ذکر ہے:

تیسری آیت وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَآخَذْنَهُمْ
بِالْبُؤْسَاءِ وَالضَّرَآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۚ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا
تَضَرَّعُوا وَلَكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ۚ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ
شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ
مُبْلِسُونَ ۚ (انعام ۴۳-۴۴)

اللہ تعالیٰ نہایت تاکید سے قسم کھا کر اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ تجھ سے پہلے

بہت امتوں میں ہم نے رسول بھیجے اور جب انہوں نے نہ مانا تو ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا تا کہ یہ لوگ جھکیں اور رسولوں کو مانیں، مگر باوجود سخت گیری کے بھی انہوں نے نہ مانا اور ان کے دل سخت ہو گئے اور جو کچھ وہ کر رہے تھے شیطانی وساوس سے ان ہی باتوں کو پسند کرتے رہے جب انہوں نے نصیحت کی باتوں پر توجہ نہ کی تو ہم نے نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے اور ہر قسم کا آرام و چین انہیں ملنے لگا یہاں تک کہ ہماری دی ہوئی نعمتوں پر وہ اترانے لگے اس وقت ہم نے ایک بارگی اس طرح پکڑا کہ مایوس ہو گئے اور اپنے جھمکراے کی انہیں امید نہ رہی اور ان ظالموں کی جز و بنیاد کاٹ دی گئی اور نیست و نابود کر دئے گئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بعض ان امتوں کا ذکر فرمایا جنہوں نے اپنے زمانے کے نبیوں کی نہیں سنی اس ساری قوم کی تین حالتیں بیان فرمائیں۔ اول انہیں سختی اور تکلیف سے متنبہ کیا، پھر ان پر بہت کچھ انعامات دنیاوی کئے مگر دونوں حالتوں میں وہ نافرمان رہے اس لئے انجام میں وہ نیست و نابود کر دئے گئے پہلی آیت میں ارشاد ہوا تھا کہ ہم دو طرح سے امتحان لیتے ہیں نرمی سے اور سختی سے یہاں بھی وہی بات ہے البتہ یہاں اس امتحان کا انجام بھی بیان فرما دیا یعنی جب کسی امتحان میں پاس نہ ہوئے تو ہلاک کر دئے گئے، مگر یہ سمجھ لینا ضرور ہے کہ تین حالتیں جو بیان کی گئیں وہ نہ ایک شخص کی ہیں نہ اس امت کے ہر شخص کی بلکہ ایک گروہ اور ایک بڑی امت کی ہیں اب اگر اس امت کے ہر فرد بشر کا خیال کیا جائے گا تو مختلف حالت کے لوگ ہوں گے، بعض تکلیف کی حالت میں مر گئے ہوں گے راحت ان کے پاس نہ آئی ہوگی، بعض نے تمام عمر عیش و آرام کیا ہوگا اور اپنی کامیابیوں اور عیش کے نشے میں کیا کیا کیا ہوگا اور کس کس قسم کے دعوے کئے ہوں گے یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، بعض ایسے بھی ہوں گے کہ عیش و آرام میں اپنے خیالات میں مست ہوں گے کہ یکبارگی خدا کی پکڑ ان پر آگئی اب نہیں معلوم کہ کتنی مدت تک وہ عیش و آرام میں رہے، غرض یہ کہ اس آیت سے یہ بخوبی ثابت ہوا کہ کسی وقت نافرمانوں پر نعمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اب وہ نافرمان کسی قسم کا مجرم ہو مدعی نبوت ہو، جھوٹی وحی کو خدا کا کلام بتائے، افتراء کرے یا ایسے مفتری ہوں جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ کلام الہی میں کوئی قید نہیں ہے عام الفاظ ہیں اس لئے کوئی شخص اپنی عمدہ حالت دکھا کر اپنی سچائی اور حقانیت ثابت نہیں کر سکتا، الحاصل پہلی

آیت صاف شہادت دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک انسان کا امتحان لیتا ہے کسی کو مال و دولت، عزت و آبرو دے کر آزما تا ہے اور کسی کو فقر و فاقے میں رکھ کر دیکھتا ہے دوسری آیت اور حدیث سے ثابت ہوا کہ ایمانداروں کی آزمائش اکثر سختی سے کی جاتی ہے تیسری آیت سے ظاہر ہے کہ بعض وقت نافرمان مجرموں کے لئے خاص طور سے راحت کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں اور وہ بھی اس زور کے ساتھ کہ دنیاوی اسباب کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس آیت سے عیش و آرام میں رہنا زیادہ خطرناک معلوم ہوتا ہے اب یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ عیش و آرام اور عزت و آبرو کے مراتب و اقسام ہیں مثلاً کسی کو اللہ نے علم دیا اور اس کی وجہ سے خلق کو اس کی طرف متوجہ کیا اور قبولیت کی عزت عنایت فرمائی۔ اب یہ امتحان ہوتا ہے اور اپنے تئیں خدا کا مقرب اور مقبول خیال کرتا ہے یا بار احسان سے اس کی عاجزی اور شرمندگی میں ترقی ہوتی ہے خصوصاً اس خیال سے کہ اس کریم کے ایسے احسانات اور میں ایسا نالائق اور مجھ سے اس کا شکر یہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب اگر اس کے دل میں اپنی بڑائی ساگنی تو اس کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر یہ اپنے آپ کو مقبول خدا مخلوق کا امام اور پیشوا خیال کرے تو بعید نہیں ہے اسے خیالی الہام ہونے لگیں اور اپنے تئیں نبی اور رسول سمجھ لے تو بھی بعید نہیں اور اگر علم اور قبولیت کے ساتھ دولت اور مقصد میں کامیابیاں بھی اس کی ہونے لگیں تو دعویٰ خدائی کرنے لگے تو عجب نہیں الغرض انعام ظاہری کسی وقت تو مقبولیت کا باعث ہو جاتا ہے اور کسی وقت نہایت مروء بنا دیتا ہے مگر یہ مقبولیت ہی کے خیال میں رہتا ہے ایسا ہی تنگی کا حال ہے کہ کبھی تو ”کاد الفقر ان یکون کفراً“ ”محتاجی کسی وقت کفر کی نوبت پہنچا دیتی ہے۔“ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۹۲ حدیث ۱۶۶۸۲) کا مصداق ہوتا ہے اور کسی وقت کمال صبر کی وجہ سے مقبول خدا ہو جاتا ہے غرض یہ کہ تینوں آیتوں سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ ظاہری حالت کا عمدہ ہونا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جانا مقبولیت کی دلیل نہیں ہے بلکہ بعض وقت خدا کے مقبول سختی میں رہے ہیں اور رہتے ہیں اور نافرمان اپنی زندگی عہدگی سے بسر کرتے ہیں اب حیرت یہ ہے کہ ایسی صریح آیتیں موجود ہیں پھر ان کے برخلاف اپنی عمدہ حالت کو دکھا کر اپنی سچائی ثابت کی جاتی ہے اور ماننے والے مان رہے ہیں اور ان کے مولوی کہتے ہیں کہ فیصلہ آسمانی میں کوئی علمی اعتراض نہیں ہے اے نافرمان! علمی اعتراض اسی کو

سو جھتا ہے جس کے دل کی آنکھیں کھلی ہوں اور جو دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے انہیں علمی اعتراض کیا سو جھے گا۔ اب میں جھوٹے مدعیوں کے چند نام لکھتا ہوں جن سے معلوم ہو جائے گا کہ بعض ایسے حضرات گذرے ہیں کہ ان کی پہلی حالت اچھی تھی مگر جب اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا اور خلق میں انہیں مقبولیت عنایت ہوئی اس وقت ان کی حالت بگڑی اور دعویٰ مہدویت کے ساتھ سلطنت کی اور باوجود ایسے جھوٹے دعوے کے تمام عمر عیش و عشرت میں کامران رہے اور بعض تو اپنے خلیفہ اور اپنی اولاد کے لئے سلطنت چھوڑ گئے اور سینکڑوں برس ان کی سلطنت رہی ذلت کی موت سے وہ ہلاک نہیں ہوئے۔ انتہائے مغرب کے پہاڑی ملک میں بہت بڑی قوم بربر رہتی ہے اس میں بہت لوگ گزرے ہیں جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس قوم نے مانا ہے اور اس قدر مانا ہے کہ اس دعویٰ کی وجہ سے وہ بادشاہ ہو گئے مہدی ہونے کا دعویٰ جنہوں نے کیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(۱) محمد بن تو مرت علوی مغربی (۲) عبدالمومن

انتہائے مغرب میں ایک پہاڑ ہے جس کا نام سوس ہے وہاں کا رہنے والا تھا بہت بڑا عالم تھا فقیہ تھا حدیث کا حافظ تھا اصول فقہ اور علم کلام کا پورا ماہر تھا اویب بھی تھا نہایت متقی اور پرہیزگار اور زائد تھا ایک زمانے تک اس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہایت زور و شور سے کیا بلا تخصیص جس کو برے کام کرتے دیکھا اسے منع کیا اور نیک کام کی رغبت دی بے سروسامانی کی یہ حالت تھی کہ مقام مہدیہ میں ۵۰۵ھ میں پہنچا اس وقت اس کے پاس بجز ایک چھاگل اور لاٹھی کے کچھ نہ تھا اس علم و فضل اور زہد و تقویٰ نے خلقت کو اس کا مسخر و مطیع کر دیا نیک کاموں کی اشاعت میں اور برائی کے مٹانے میں تو اس قدر مشہور ہوا کہ بادشاہ تک خبر پہنچی اس وقت یحییٰ بن حمیم وہاں کا بادشاہ تھا اس نے علما کی مجلس میں اسے بلوایا اور جب وہ بادشاہ اس کے علم و فضل اور صلاح و تقویٰ سے واقف ہوا تو اس نے اس کا بہت احترام کیا وہاں سے پھر مراکش پہنچا اور وہاں بھی اسی تقویٰ اور امر بالمعروف کی وجہ سے وہاں کے بادشاہ تک اس کو جانے کی نوبت آئی اس نے اس وقت کے بڑے بڑے فضلا کو اس سے مناظرہ کا حکم دیا مگر کوئی فاضل اس سے مقابلہ نہ کر سکا اور اس کی عمدہ نصیحتوں اور پر اثر کلمات نے بادشاہ کے دل پر ایسا اثر ڈالا

کہ بے اختیار رونے لگا مگر وزیر کے اصرار سے بادشاہ نے اپنے ملک سے نکال دیا پھر ۵۱۴ھ میں اپنے وطن پہنچا اور اپنی سحر بیانی سے عام طور پر لوگوں کو مسح کرنے لگا اور اپنے مجدد ہونے اور مہدی ہونے کی تمہید شروع کر دی یعنی یہ بیان کرنا شروع کیا کہ فلاں فلاں احکام شرعی بدل گئے ہیں اور یہ یہ خرابیاں اسلام میں داخل ہو گئی ہیں ایک سال کے بعد وہاں کے لوگ اس کے پورے مطیع ہو گئے اب اس نے امام مہدی کی تعریف بیان کرنی شروع کی اور یہ بھی کہا کہ ان کا خروج انتہائی مغرب میں ہوگا۔ ایک روز بیان کی حالت میں دس آدمی کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ جو خوبیاں امام مہدی کی آپ بیان کرتے ہیں یہ تو سب آپ میں پائی جاتی ہیں۔ آپ ہی مہدی ہیں لائیے ہاتھ ہم بیعت کریں محمد بن تو مرت نے ان سب کی بیعت لی۔ اس وقت جنہوں نے بیعت کی ان میں عبدالمومن بھی تھا یہ پہلا روز تھا اس کے مہدویت کی بنا کا پھر تو قبیلے کے قبیلے اس کے مطیع ہونا شروع ہو گئے بادشاہ وقت کو جب اس کی خبر پہنچی تو فوج لے کر اس کی طرف چلا جب وہ قریب آ گیا تو ابن تو مرت نے اپنے معتقدوں سے کہا میں پوشیدہ طور سے یہاں سے چلا جاتا ہوں تاکہ تم محفوظ رہو۔ کیونکہ جب بادشاہ معلوم کرے گا کہ وہ چلا گیا تو واپس چلا جائے گا اس کے معتقدین میں ایک شخص مشائخوں میں تھا اس نے کہا کہ آپ کیوں جاتے ہیں کیا آسمان کی طرف سے خوف ہے مہدی نے کہا نہیں بلکہ آسمان کی طرف سے مدد ہوگی تو اس شخص نے کہا کہ اب اگر روئے زمین کے لوگ ہم پر چڑھائی کریں تو ہمیں کچھ خوف نہیں ہے اور مہدی کے تمام گروہ نے اس پر اتفاق کیا۔

ابن تو مرت کی پہلی پیشگوئی اس وقت ابن تو مرت نے پیشین گوئی کی کہ میں تمہیں فتح یابی کی بشارت دیتا ہوں تمہارا تھوڑا گروہ مخالف کی بیخ و بنیاد اکھیڑ دے گا اور ہم اس کے ملک کے مالک ہوں گے اس کے بعد یہ لوگ پہاڑ سے اترے اور بادشاہ سے لڑائی ہوئی پھر تو ابن تو مرت کے مریدوں کا عقیدہ بہت ہی مضبوط ہو گیا اور یہ خبر سن کر اطراف و جوانب سے کثرت سے لوگ آ کر مرید ہونا شروع ہو گئے بس اس جاہ کی ترقی نے اس کی اندرونی حالت میں تغیر پیدا کر دیا بعض لوگوں کی طرف سے بدگمانی ہوئی اور

۱۔ جہاں کا یہ رہنے والا تھا وہ انتہائی مغرب ہے اس نے اپنی مہدویت جمانے کے لئے جو طرز اختیار کیا وہ مرزا کی خود ستائی سے عمدہ تھا۔

لوگوں کو قتل کرانا شروع کیا اور ہزاروں اقل ہو گئے اور عجیب طور سے قتل ہوئے ایک پیشین گوئی کے اتفاقاً پورا ہو جانے سے مریدین کا یہ حال ہوا ۵۲۳ھ میں سخت بیمار ہوا اور ان ہی ایام میں ایک بھاری لڑائی بھی پیش آئی اسی لڑائی میں اس کا بڑا رفیق ہمزاد و شریکی مارا گیا حالت بیماری میں اس کی موت کی اسے خبر پہنچی تو اسے بہت صدمہ ہوا اور اس نے دریافت کیا کہ عبدالمؤمن زندہ ہے لوگوں نے کہا ہاں زندہ ہے۔

ابن تومرت کی دوسری پیشین گوئی اس وقت اس نے یہ پیشین گوئی کی کہ اگر وہ زندہ ہے تو کوئی نہیں مرا حالت بدستور ہے یہی وہ شخص ہے کہ بہت ملک فتح کرے گا یہ کہہ کر اس نے مریدوں کو حکم کیا کہ سب اس کی پیروی کریں اور امیر المؤمنین کا اسے لقب دے کر انتقال کر گیا۔ عبدالمؤمن چار برس تک خاموش رہا۔ اور لوگوں کے ساتھ احسان و سلوک کرتا رہا بڑا سخی تھا اور بہت بڑا جوانمرد تھا پھر اسے لڑنے اور ملک فتح کرنے کی طرف توجہ ہوئی۔ اور اس مہدی کی پیشگوئی کا ظہور یہ ہوا کہ جس طرف گیا ادھر اس کی فتح ہوئی۔ اندلس اور عرب پر بھی فتیاب ہوا ۵۵۱ھ میں اس نے اپنے بیٹے محمد بن عبدالمؤمن کو ولی عہد کر کے اپنے مریدین سے بیعت لے لی ۵۵۸ھ میں اس کا انتقال ہوا ۳۳ برس مہدی کا خلیفہ اور امیر المؤمنین رہا بڑے زور کی بادشاہت کرتا رہا اور اپنی اولاد کو بادشاہت دے گیا اور مدتوں اس کی اولاد میں سلطنت رہی یہ کہنا رہ گیا کہ ابن تومرت مہدی نے تو ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا مگر اس کے خلیفہ نے اس قدر قتل کیا کہ کچھ شمار نہیں ہو سکتا مگر ۳۳ برس خلافت کی اور مہدی کے طریقے کا پیرو رہا۔ ابن تومرت کے مہدی ہونے کا زمانہ اگرچہ دس برس معلوم ہوتا ہے مگر حضرت یحییٰ کے زمانہ نبوت سے کم اس کا زمانہ نہیں

ایک روایت میں بارہ ہزار قتل ہوئے اور دوسری روایت میں ستر ہزار۔

۲۱ تا ۲۲ طرین کو تعب ہو گا کہ تاریخ کامل (جدید ایڈیشن۔ ج ۹ ص ۱۹۵ تا ۲۰۰ ابن تومرت احوال مذکور میں) لکھا ہے کہ ابن تومرت نے میں برس بادشاہت کی تو احوال مہدویت کا زمانہ زیادہ ہو گا پھر یہاں دس برس کیوں لکھا گیا۔ خیال رہے کہ ہم کو تحقیق اور سچائی ہر وقت مد نظر ہے ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ جس طرح ہو سکے الزام دیا جائے اس لئے کہتے ہیں کہ تاریخ کامل جلد دہم مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۰۵ میں بے شک لکھا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ عشرۃ کی جگہ عشرین کا تب کی غلطی سے لکھا گیا کیونکہ ۵۱۵ھ میں اس کی مہدویت کی ابتدا ہے اور ۵۲۳ھ میں اس کا انتقال ہے اور ۵۲۸ھ میں اس کے خلیفہ نے لڑائی (بقیہ اگلے صفحے پر)

ہوا بلکہ زیادہ ہی رہا۔ اس کا ذکر آئندہ آئے گا اس کے علاوہ اس کے خلیفہ کا زمانہ بھی اسی میں شمار کرنا چاہئے کیونکہ یہ اس کا جانشین اور بالکل اس کا پیرو تھا جو گمراہی اس مہدی نے پھیلائی اس کے خلیفہ نے بدرجہا زائد اس سے پھیلائی۔ کیونکہ اس نے بہت شہروں کو فتح کر کے اس کے رہنے والوں کو اپنا مطیع کیا اور اسی طریقے پر چلایا اور ۴۳ برس تک خدا کا قہر ان پر نہیں آیا، ابن تومرت اگرچہ جلد مر گیا مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ غضب الہی سے مرا کیونکہ عیش و آرام میں سلطنت کرتا ہوا مرا اور اپنا جانشین ایسے شخص کو کر کے مرا جس نے اس کے نام اور طریقے کو بہت کچھ ترقی دی۔

دوسرے یہ کہ دو عظیم الشان پیشگوئیاں ہم نے ابن تومرت کی نقل کیں، جن کی صداقت اس وقت میں آفتاب کی طرح روشن ہو گئی تھی پھر مرزائیوں کو اس کے سچے ہونے میں کیا عذر ہو سکتا ہے کیونکہ مرزا قادیانی بھی اپنی صداقت کے ثبوت میں اپنی پیشگوئیوں کو پیش کرتے ہیں اور آپ ان پر ایمان لاتے ہیں یہاں ایمان نہ لانے کی کیا وجہ ہے، کامل ابن اثیر کی جلد دہم میں ان کا حال مفصلاً مذکور ہے میں نے ان کے حال میں تھوڑی تفصیل اس لئے کی کہ ابن تومرت کا حال مرزا قادیانی کے حال سے بہت مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ ابتداء میں اس نے اچھے کام کئے تھے ایسا ہی مرزا قادیانی نے حقانیت اسلام پر عمدہ تحریریں لکھنے کا دعویٰ کیا جس وقت جاہ پوری مرتبے پر پہنچ گئی تو جس طرح ابن تومرت کا حال بگڑا، اسی طرح مرزا قادیانی کا جس طرح اس شخص کے علم و فضل اور پہلے زہد و تقویٰ نے لوگوں کو اس کا مسخر کر دیا تھا اور ایک پیشگوئی کے پورا ہو جانے سے خلقت اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی اور پھر وہ لوگ اس کے قبیح رہے اسی طرح مرزا قادیانی کا

(بقیہ پچھلے صفحہ) کی طرف توجہ کی ہے کامل کے اسی صفحے میں اس کا ذکر ہے ابن خلکان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ دعویٰ مہدویت کے بعد دس برس وہ زندہ رہا مگر اہل حق یقین کر سکتے ہیں کہ جب مرنے کے بعد اس کا نام اس کا دعویٰ زندہ رہا اس کے جانشین نے اسے خوب ترقی دی اس لئے وہ ایسی موت نہیں مرا جیسی موت مرزا قادیانی جھوٹے کے لئے بیان کرتے ہیں۔

مولانا انوار اللہ صاحب حیدرآبادی نے افادۃ الافہام میں اس کی بگڑی حالت کو بیان کیا ہے شائقین افادہ کی (جلد ۱ صفحہ ۳۳۱ کو ملاحظہ کریں)

حال ہوا کہ پہلے ان کی ظاہری صلاحیت اور بعض کمیوں نے بعض اہل علم کو بھی ان کی طرف متوجہ کر دیا اور بعض کو نہایت حسن ظن ہو گیا اور دعویٰ کے بعد بھی وہ اپنے گمان پر قائم رہے اب اگر ایسا اعلانیہ جھوٹ دیکھنے کے بعد بھی وہ اپنے اسی خیال پر رہیں تو مسلمان ان کی طرف بدگمانی کرنے پر مجبور ہوں گے۔

(۳) عبید اللہ مہدی صاحب افریقہ ۲۹۶ھ میں اس نے اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ۲۹۷ھ میں افریقہ پہنچا اور وہاں کافر مانوا ہوا اور اپنی مہدویت کا اعلان زور و شور سے کیا اور اطراف و جوانب میں اپنے اچھی بیچھے اور اس کے معتقد و مرید کثرت سے ہوئے اور ملک فتح کر کے خوب بادشاہت کی اس کی عمر تریسٹھ برس کی ہوئی اور اپنے بیٹے ابو القاسم کو وافی عہد کر کے ۳۲۲ھ میں اپنی موت سے مر گیا۔ ابو القاسم نے بالکل اپنے باپ کا طریقہ اختیار کیا اور اپنی سلطنت کو بہت ترقی دی اور ملک فتح کئے اور بڑی شان سے بادشاہت کی غرض یہ کہ اسی طرح ۵۶۷ھ تک اس کی اولاد میں سلطنت قائم رہی اور تیرہ فرما نوا اس کی اولاد میں ہوئے۔ تاریخ ابن خلدون جلد چہارم اور کامل ابن اثیر جلد ہشتم (جدید ایڈیشن میں اس کے حالات ص ۴۵۲ سے ۴۶۳ تک) میں اس کا مفصل حال مذکور ہے۔ کامل میں یہ بھی ہے کہ اس کے دعوے کا زمانہ ۲۳ برس ایک مہینہ ۲۰ دن رہا اور اس کی اولاد میں تو کئی سو برس تک سلطنت قائم رہی۔ الی اصل اسی طرح مہدی ہونے کا دعویٰ بہت لوگوں نے کیا حکمت الہی نے کسی کو بہت کچھ فروغ دیا کثرت سے اس کے پیرو ہوئے۔ سید محمد جونپوری نے دسویں صدی میں دعویٰ کیا تھا اور اب تک اس کے ماننے والے حیدرآباد وغیرہ میں موجود ہیں اور اپنے عقیدے میں نہایت

لے براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے حقانیت اسلام پر جو تقریر کی ہے وہ بہت عمدہ ہے علماء نے اسے پسند کیا یہ بڑی وجہ مرزا قادیانی کے دماغ بگڑ جانے کی ہوئی انہیں پسند گمان ہو گیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کیونکہ ایسی تقریر بغیر الہام کے نہیں ہو سکتی اس پر اس طبعی کبر اور عجب نے زور کیا جس کا ذکر شروع رسالے میں کیا گیا ہے عمدہ لکھنے والے امت محمدیہ میں بہت گزرے ہیں جنہوں نے علمی مضامین اسرار شریعت اور رموز قدرت کو اس زور اور خوبی سے بیان کیا ہے کہ مرزا قادیانی ان کی گرد کو بھی نہ پہنچے آخر میں شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب علیہما الرحمۃ کی کتابوں کو اہل علم ملاحظہ کر کے اس کی تصحیح کر سکتے ہیں۔

پختہ ہیں بعض کو فروغ بہت کم ہوا۔ دعویٰ کرنے والے کئی قسم کے ہوئے بعض وہ حضرات بھی ہیں جن پر یاد الہی سے ایک نشر کی سی حالت طاری ہوئی اور عجائب و غرائب امران سے صادر ہونے لگے اور غلبہٴ حال میں وہ اپنے تئیں مہدی سمجھے اور اس کا اعلان انہوں نے کیا اور آخر تک اسی حالت میں رہے بعض کو نفسانی خواہش اس کا باعث ہوئی اور جس قدر ان کی زور تقریر اور تحریر اور تدابیر مناسبہ نے کام دیا اس قدر وہ کامیاب ہوئے اور جن کو مشیت الہی نے نہ چاہا وہ نامراد رہا۔ تاریخ پر نظر وسیع کرنے سے بہت نظیریں انکی ملیں گی مدعیان مہدویت کی مثالیں تو آپ معلوم کر چکے اب نبوت کے دعویٰ کرنے والوں کا نام بھی ملاحظہ کیجئے۔ اسی پہاڑی ملک میں قوم بربر کی ایک شاخ برغواطہ ہے اس کے ایک خاندان کے تین شخصوں نے یکے بعد دیگرے نبوت کا دعویٰ کیا اور نبوت کے ساتھ بادشاہت کی اور اس خاندان میں کئی سو برس تک سلطنت رہی۔

(۴) طریف ابو صبیح دوسری صدی کے شروع میں اس نے حکومت کی بنیاد قائم کی اور نبوت کا دعویٰ کر کے نیا مذہب اپنی قوم میں رواج دیا اور پانچویں صدی کے آخر تک اس کی اولاد میں حکومت و سلطنت رہی۔

(۵) صالح بن طریف ۱۲۷ھ میں اپنے باپ کا ولی عہد ہوا یہ شخص اپنی قوم میں عالم اور دیندار تھا لیکن اپنے باپ کے ترکہ سے کچھ نبوت کا حصہ بھی اسے ملا اور اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ بھی کہا کہ میں مہدی اکبر ہوں اور یہ بھی کہتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم میرے ہی وقت میں نزول کریں گے اور میرے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ مختلف پانچ زبانوں میں اس نے اپنے پانچ نام رکھے تھے بربری زبان میں جو نام تھا اس کے معنی ابن خلدون نے خاتم الانبیاء کے لکھے ہیں ایک جدید قرآن کے نازل ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا اسی قرآن کی سورتیں اس کی امت کے لوگ نماز میں پڑھتے تھے چند سورتوں کے نام ملاحظہ ہوں۔ سورۃ الدیک سورۃ الحمز۔ سورۃ الفیل۔ سورۃ آدم۔ سورۃ نوح۔ سورۃ ہاروت و ماروت و ابلیس سورۃ غرائب الدنیا۔ ان کے سوا اور بھی سورتیں تھیں آخر سورہ میں حرام و حلال اور

ابن خلدون جلد ۶ (ص ۲۰۸ تا ۲۱۱) میں برغواطہ کا حال دیکھنا چاہئے۔

دوسرے مسائل کا ذکر تھا ۴۷ برس تک نہایت استقلال اور کامیابی سے اپنے مذہب کی اشاعت کرتا رہا اور اپنی قوم پر حکمران رہا (مرزائی جماعت اس کے حال میں غور کرے اور مرزا قادیانی کے حال سے ملائے) اس دراز مدت کے بعد اس نے اپنے بیٹے الیاس کو اپنا جانشین کر کے بلاد مشرقیہ کی طرف چلا گیا اور چلتے وقت اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے وصیت کی۔ الیاس نے پچاس برس حکومت کر کے انتقال کیا اس کے بعد ۲۲۴ھ میں اس کا بیٹا یونس اس کا جانشین ہوا اس نے اپنے دادا کے مذہب کو بہت کچھ فروغ دیا اور چوالیس برس حکومت کر کے مارا گیا اس کے بعد ابوغفیر محمد صالح کا پڑوتا ۲۶۸ھ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اس نے نہایت شوکت و عظمت سے ۲۹ برس سلطنت کی اور تمام ملک برغواطہ پر قابض ہو گیا اور نہایت سرگرمی سے اپنے دادا کے مذہب کی اشاعت کرتا رہا اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالانصار عبداللہ ۲۹۷ھ میں فرمانروائے سلطنت ہوا اور اپنے باپ کی طرح اس نے بھی اپنے دادا کے مذہب کو ترقی دی اور نہایت صاحب اقبال اور صاحب شوکت و جلال ہوا جس سے اس وقت کے خلفاء اور بادشاہ اس سے ڈرتے تھے اس نے بھی ۴۴ برس حکومت کی اور اپنے بیٹے کو سلطنت کا مالک کر گیا۔ خیال کیا جائے کہ دو سو چودہ برس خاص صالح کی نبوت سلطنت کے ساتھ چمکی۔

(۶) ابومنصور عیسیٰ یہ ابوالانصار کا بیٹا ہے اپنے باپ کے بعد یہی تخت کا مالک ہوا اس وقت اس کی عمر ۲۲ سال کی تھی اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور ستائیس برس نہایت اقبال مندی اور شوکت شاہی کے ساتھ اپنی نبوت کی اشاعت کرتا رہا اور تمام مغربی قبائل کو اپنا مطیع کر لیا اس کے بعد ۳۶۸ھ میں مارا گیا مگر ۲۳ برس سے زیادہ نبوت اور سلطنت کر کے مرا اور پانچویں صدی کے آخر تک اس کی اولاد میں سلطنت قائم رہی ہم بالیقین یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کی نبوت کے ماننے والے کب تک رہے مگر یہ امر ظاہر ہے کہ جب کئی سو برس تک نبوت کی اشاعت سلطنت کے زور کے ساتھ رہی تو ماننے والوں کی تعداد بہت زیادہ اور دور تک ہوگئی ہوگی اور یہ نہایت سنجاقریہ اس قیاس کا ہے کہ اس خاندان کی

سلطنت جانے کے بعد بھی کئی صدی تک ان کے ماننے والے ہوں گے اور اگر اب تک بھی ہوں تو کوئی عجب نہیں کم سے کم چار پانچ سو برس تک تو ان جھوٹے نبیوں کی نبوت ایسی چلی کے باید و شاید الغرض ان جھوٹے مہدی اور جھوٹے نبیوں کا افتراء خوب چلا جس سے مرزا قادیانی کی کامل تحقیق محض غلط اور جھوٹی ثابت ہوئی۔ اب مرزا قادیانی کی کامل تحقیق ملاحظہ کی جائے۔

مرزا قادیانی کے بعض غلط اقوال

پہلا قول ”ہم کامل تحقیقات سے کہتے ہیں کہ ایسا افتراء (یعنی جھوٹی نبوت و الہام کا دعویٰ) کبھی کسی زمانے میں چل نہیں سکا۔“ (انجام آتھم ص ۶۳ حاشیہ خزائن ج ۱۱ صفحہ ایضاً)

بھائیو! تم دیکھ چکے کہ جھوٹے مہدی اور جھوٹے نبی بھی گزرے اور کس زور و شور سے ان کے جھوٹے دعوے کو فروغ ہوا اور مہدویت و نبوت کے ساتھ انہوں نے سلطنت بھی کی اور سو پچاس برس نہیں بلکہ سینکڑوں برس ان کے دعوے کو بہت کچھ فروغ رہا مگر قادیانی جماعت اور مرزا قادیانی کہہ رہے ہیں کہ ایسا افتراء کسی زمانے میں چل نہیں سکا اور اس پر یہ پے بانی ہے کہ اسے کامل تحقیق بتا رہے ہیں قادیانی جماعت بتائے کہ یہ کیا بات ہے مرزا قادیانی کی کامل تحقیق ایسی صریح غلط ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ ان پر دانستہ فریب دینے کا الزام نہ دیا جائے کیونکہ جن کا جھوٹا دعویٰ اوپر دکھا دیا گیا ہے ان کا ذکر کسی کم یاب کتاب سے نقل نہیں ہوا بلکہ نہایت مشہور تاریخ کامل ابن اثیر اور ابن خلدون سے لکھا گیا ہے پر سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ مرزا قادیانی نے یہ کتابیں نہیں دیکھیں یا ان کے خلیفہ جو کتابوں کے مخزن سے جاتے ہیں ان کے پاس یہ کتابیں نہ ہوں اور ان کی نظر سے ان کذابوں کا حال نہ گزرا ہو۔ ضرور گزرا اور قصداً انہوں نے فریب دیا۔

اس کے سوا میں اور بھی کچھ کہتا ہوں اسے غور سے ملاحظہ کیجئے۔ مرزا قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے اور کس قدر قرب الہی ان کے الہامات سے پایا جاتا ہے بعض الہام میں نہیں خاص صدیق کا خطاب بھی دیا گیا ہے پھر کیا ایسا نبی اگر انسانی غلطی سے کوئی غلط بات کہہ دے تو خدا کی طرف سے اس غلطی پر آگاہ نہ کیا جائے گا؟ ضرور کیا جائے گا

خصوصاً ایسی بات میں کہ اس غلطی سے مخلوق بڑے دھوکے میں پڑتی ہو مگر باوجود عرصہ دراز گزرنے کے بھی تسمیہ نہیں کی گئی۔ ان کے خلیفہ ان کے جانشین نے بھی چشم پوشی کی یہ صریح دلیل دی ہے کہ مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے تائید نہ تھی جو کچھ ان کا دعویٰ تھا وہ غلط تھا اور ان کے خلیفہ بھی اسی غلط دعوے کے معین رہے۔

اس وقت میرے روبرو مرزا قادیانی کا رسالہ انجام آتھم رکھا ہے جس کے اقوال اس رسالے میں نقل ہو چکے ہیں اور ان کی ناراستی ظاہر کی گئی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض اقوال اور بھی اس سے نقل کئے جائیں تاکہ ان کی ناراستی اور قابلیت علمی کی حالت خوب روشن ہو جائے اور اتمام حجت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہے ناظرین اس پر غور کرتے جائیں کہ مرزا قادیانی کے اقوال واقعات صحیحہ و حالات موجودہ اور نصوص قرآنیہ کے کس قدر خلاف ہیں۔

دوسرا قول ”قرآن شریف کے نصوص قطعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے (۲) اور خدائے قادر غیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا۔ (۳) اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے اور جلد ہلاک کرتی ہے۔“

(انجام آتھم ص ۳۹ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس بات کا قرآن مجید میں پتہ نہ ہوا ہے مرزا قادیانی نصوص قطعہ سے ثابت بتاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ پر صریح افتراء کر رہے ہیں۔ کیا قرآن شریف کے نصوص صریحہ میں ایسی باتیں ہیں جنہیں حالات موجودہ اور واقعات گزشتہ غلط بتا رہے ہیں (استغفر اللہ) کبھی ایسا نہیں ہو سکتا الغرض اس قول میں تین جملے ہیں اور تینوں غلط ہیں۔ کسی نص میں نہیں ہے کہ ایسا مفتری دست بدست سزا پالیتا ہے اور مفتریوں کا امن میں رہنا ہم دکھا چکے اور یہ بھی ثابت کر چکے کہ ایسے مفتری جلد ہلاک نہیں ہوتے کیا اس میں کسی کو تردد ہو سکتا ہے کہ جتنے قسم کے مفتری ہیں مدتوں سے عیش کر رہے ہیں۔ دیکھو! اہل کتاب کو خدا نے انہیں مفتری اور کذاب کہا ہے مگر ان کی سلطنت کس زور کی ہے اور کتنی مدت سے ہے قرآن مجید میں مشرکین و کفار کو بھی مفتری کہا ہے انہیں دیکھو بہ نسبت مسلمانوں کے وہ کس قدر مالدار ہیں اور عیش و عشرت کر رہے ہیں نبوت اور مہدویت کا دعویٰ کر کے ۲۳ برس سے زیادہ عیش و آرام میں رہے اور اولاد کے

لئے سلطنت چھوڑ گئے۔

تیسرا قول اسی (انجام آتھم ص ۵۰ خزائن ج ۱۱ ص ۵۰) میں لکھتے ہیں۔
 ”کون اس کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ
 (۱) ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے اس لئے عرصے تک اس جھوٹے کو چھوڑ
 دے (۲) جس کی نظیر دنیا کے صفحہ میں مل نہیں سکتی اللہ جل شانہ فرماتا ہے ”وَمَنْ أَظْلَمُ
 مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا“ یعنی اس سے زیادہ تر ظالم اور کون ہے جو خدائے تعالیٰ پر
 جھوٹ باندھے۔ (۳) خدائے تعالیٰ پر افتراء کرنے والا جلد مارا جاتا ہے۔“

جس طرح پہلے قول میں تین جملے غلط تھے اس میں بھی تین جملے غلط ہیں جن پر
 ہندسہ دے دیا ہے ان کی غلطی بیان سابق سے بخوبی ظاہر ہو گئی ہے اور آئندہ نصوص
 قرآنیہ سے ثابت کی جائے گی۔ یہاں یہ کہتا ہے کہ غضب الہی کی صاعقہ نے تو دس برس۔
 بیس برس۔ چوبیس برس۔ چھبیس برس۔ ستائیس برس۔ سینتالیس برس بلکہ سینکڑوں برس
 جھوٹے ملہموں اور ان کی اولاد کو نہیں کھایا اس کا ثبوت دکھا دیا گیا پھر بہت جلد کھانے
 کے کیا معنی ہیں؟ کان کھول کر سن لو خدائے تعالیٰ کے غضب کا صاعقہ بہت کچھ کر سکتا
 ہے۔ مگر وہ کمزور انسان کی طرح جلد باز نہیں ہے اس نے سزا کے لئے دن مقرر کر رکھا ہے
 اور جھوٹوں اور مفتریوں کو بہت کچھ مہلت دیتا ہے یہ اس کی حکمت بالغہ ہے کسی کو یہاں اور
 وہاں دونوں عالم میں سزا دیتا ہے اور کسی کو ایک ہی عالم میں مگر واقعات گزشتہ اور حالات
 موجودہ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اکثر جھوٹے اور مفتری اس عالم میں چین سے رہے ہیں
 اور دنیا میں انہیں کافی مہلت دی گئی ہے۔

مفتری کو مہلت ملنے کا سبب اور اس کا ثبوت

اس ذات پاک کی صفات کریمہ زیادہ ہیں بہ نسبت صفات غصیبہ کے وہ کریم
 ہے رحیم ہے، حلیم ہے، رحمن ہے، ستار ہے، غفار ہے، غفور ہے اسی لئے اس کا ارشاد ہے۔
 ”سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلَىٰ غَضَبِي“ (کنزل العمال ج ۴ ص ۲۵۰ حدیث نمبر ۱۰۳۸)
 ”یعنی میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔“ اب غور کرو اگر ان
 وجوہ سے جھوٹے اور مفتری کو مہلت ملے تو کیا عجب ہے اس سے پہلے اور بھی وجوہ بیان

ہو چکے ہیں۔

یہاں میں ایک آیت اور پیش کرتا ہوں جو اس مدعا میں نص قطعی ہے کہ مکروں کو جھوٹوں کو بہت مہلت دی جاتی ہے وہ آیت یہ ہے۔

چوتھی آیت: وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝
وَأَمَلْنَا لَهُمْ أَنْ يَكِيدُوا فِتْنَةً ۝
(اعراف ۱۸۲، ۱۸۳)

”جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا (یعنی ہمارے کلام کو سچا نہ جانا یا ہمارے احکام کو نہ مانا اور عمل نہ کیا) انہیں ہم آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ (ہلاکت کے بلند درجہ تک) لے جائیں گے ایسے طریقے سے کہ انہیں خبر نہ ہوگی۔“

وہ طریقہ یہ ہے کہ جس قدر وہ نافرمانی کریں گے اور جھوٹ بولیں گے اسی قدر ان پر دنیاوی نعمتوں کے دروازے کھول دئے جائیں گے پھر ان میں کوئی یہ کہے گا کہ ہم ضرور خدا کے مقبول ہیں اگر مقبول نہ ہوتے تو ہم پر یہ نعمتیں کیوں آتیں اور بعض ایسے مست ہو جائیں گے کہ انہیں دنیاوی لذتوں کے سوا کچھ خبر ہی نہ رہے گی پھر ارشاد ہوتا ہے اور ہم انہیں مہلت دیں گے یعنی زمانہ دراز تک انہیں دنیاوی نعمتوں میں رکھیں گے۔ اور اس زمانہ کی مدت کسی طرح اور کسی جگہ بیان نہیں ہوئی۔ امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:-

ای امهلهم واطيل لهم مدة عمرهم لئلا يمتدوا وافى المعاصي ولا اعاجلهم
بالعقوبة على المعصية
(تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۴۷۹)

میں انہیں مہلت دوں گا اور ان کی عمر دراز کروں گا اور ان کی سزا میں جلدی نہیں کروں گا تاکہ وہ لوگ گناہوں میں ترقی کریں اور جب گناہوں کی زیادتی اس حد کو پہنچ جائے گی جس حد تک انہیں سزا دینا حکمت الہی میں مقرر ہو چکا ہے اس وقت انہیں موت آئے گی اور خدائے تعالیٰ کی پکڑ ہوگی۔

اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ میری پکڑ بہت سخت ہے۔ یہ آیت بھی نص قطعی ہے اس بات پر کہ مکروں کو نافرمانوں کو دنیا میں بہت مہلت دی جاتی ہے جلد ہلاک نہیں کیے جاتے اب وہ نافرمان جھوٹے ملہم ہوں جو ظاہر میں خدا کی آیتوں کو مان کر باطن میں شریعت الہی کی برہمی اور نفسانی خواہش کو پورا کریں یا ایسے نافرمان ہوں جو اعلانیہ شریعت الہی سے انکار کریں۔ آیت کا مضمون دونوں گمراہوں کو شامل ہے امام رازی کے بیان سے

معلوم ہوتا ہے کہ ان کی پوری زندگانی تک انہیں مہلت دی جاتی ہے بلکہ یہ مہلت ہے۔
 ”يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ“۔ ان کی عمر بڑھا دی جاتی ہے آئندہ آیت جو ہم نقل
 کریں گے اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روز مقررہ موت تک انہیں مہلت دی جاتی
 ہے الغرض مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ ایسا مفتری دنیا میں دست بدست مرزا پالیتا ہے اور خدا
 اس کو امن میں نہیں چھوڑتا نصوص صریحہ کے خلاف ہے۔

اب ہم وہ آیت نقل کرتے ہیں جس کا کٹرا مرزا قادیانی نے اپنے قول میں پیش
 کیا ہے ظاہر تو یہی ہے کہ اپنے دعوے کی دلیل پیش کی ہے۔ بہر حال جو ان کا مقصد ہو مگر
 ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ اس آیت کو ان کے دعوے سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ بلکہ اسی آیت
 سے ان کا دعویٰ غلط ثابت ہوتا ہے۔ بہت جگہ بار بار ان کا دعویٰ یہی ہوتا ہے کہ ”جھوٹا ملہم
 جلد مارا جاتا ہے“ غضب الہی کی آگ ایسے جھوٹوں کو جلد ہلاک کرتی رہی ہے۔“ اب یہ کہ
 جلد مارے جانے کی انتہائی مدت مرزا قادیانی کے نزدیک کس قدر ہے؟ انجام آئتم سے
 بیس برس معلوم ہوتی ہے اور ان کے رسالہ ”اربعین“ (حوالے گذر چکے ہیں) وغیرہ سے
 ۲۳ برس مگر اس پر نہ کوئی عقلی دلیل قائم ہو سکتی ہے نہ نقلی۔ کون عاقل ہوش کی حالت میں
 یہ کہہ سکتا ہے؟ کہ اگر مفتری اس مدت میں مرا تو جلد ہلاک ہو گیا۔ بھائیو! دنیا میں کوئی
 اس کا قائل نہیں ہو سکتا۔ انصاف سے کہو کہ بیس برس کی مہلت خلق کو گمراہ کرنے کے لئے
 تھوڑی ہے؟ کیا مدبر خوش بیان خوش تحریر اس مدت میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کو گمراہ نہیں کر
 سکتا؟ اور کیا گزشتہ مدعیوں نے نہیں کیا؟ ضرور کیا ہے۔ ابھی ہم اس کی نظیریں پیش کر
 چکے ہیں۔ الغرض مفتری کی مدت کے لئے جو مدت مرزا قادیانی بیان کرتے ہیں اسے تو
 کسی طرح عقل قبول نہیں کر سکتی۔ عقل کا مقضیٰ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا مفتری مخلوق کے معتقد
 بنانے کے پہلے ہی ہلاک کر دیا جائے تاکہ ساری مخلوق اس کی گمراہی سے محفوظ رہے اور کم
 سے کم یہ ہونا چاہئے کہ جب زیادہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہونے لگیں اس وقت وہ ہلاک
 ہو جائے تاکہ بہت مخلوق اس کی گمراہی سے محفوظ رہے مگر مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ نہیں ہے

۱۔ اسود غسی نے تین چار مہینے کے عرصے میں کس قدر اور کتنے دور تک رسول اللہ کے بارگاہِ زمانے میں
 گمراہی پھیلا دی تھی تاریخ کے صفحات الٹ کر دیکھو۔

اس لئے جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اسے عقل سلیم کبھی باور نہیں کر سکتی اور واقعات بھی اسے غلط بتاتے ہیں نقلی ثبوت میں جس قدر آیت نقل کی ہے اس کے معنی تو اسی قدر ہیں کہ افتراء کرنے والا بڑا ظالم ہے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے اس میں نہ مفتری کے ہلاک ہونے کا ذکر ہے نہ اس کے چھوٹ جانے کا۔ اب اگر پوری آیت پر نظر کیجائے تو یہ الفاظ قرآن مجید میں کئی جگہ آئے ہیں۔ مثلاً

پانچویں آیت: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَىٰ إِذَا الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةَ بَاسِطُوٓا۟ أَيْدِيهِمْ أَخْرَجُوا أَنفُسَهُمْ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ (انعام ۹۳)

اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا یا یہ کہا کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نہیں آئی کوئی اپنے کمال کے غرہ پر یہ کہے کہ جیسی کتاب رسول پر اتری ہے ہم بھی ایسی کتاب بنا سکتے ہیں (اپنی زندگی میں جو چاہیں کہتے رہیں مگر اے مخاطب اگر تو ان ظالموں کا حال مرتے وقت دیکھے کہ موت کی کیسی سختی ان پر ہوگی اور فرشتے ان کے طرف ہاتھ بڑھاتے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو) اب تک تو تم نے چین کیا یا جس طرح رہے) مگر آج وہ دن ہے کہ تمہارے جھوٹ کی سزا میں تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا تم وہی ہو کہ خدا کی نشانیوں کو حقیر سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو بڑا خیال کرتے تھے یعنی خدا کے سچے رسول جو اپنی سچائی کی نشانیاں دکھاتے تھے یا ان کے ورثہ ان کے جانشین جو حقانیت کی دلیلیں پیش کرتے تھے تم تکبر کی مستی میں اس طرف توجہ بھی نہیں کرتے تھے اور انہیں لچر و پوچ خیال کرتے تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تین قسم کے لوگوں کو بہت بڑا ظالم فرمایا ہے ایک

۱۔ اور زبان نبوت کو خیال کر کے ایسا قیاس کرنا محض خیال خام ہے آئندہ کے بیان سے اس کا غلط ہونا اظہر من الشمس ہو جائے گا۔ آیت کے اس جملے نے واضح کر دیا کہ جھوٹے مہموں کے سوا بھی ایسے لوگ ہیں جو خدا پر افتراء کرتے ہیں جن کو آیت کے پہلے جملے میں مفتری کہا گیا ہے۔

وہ جو خدا پر افتراء کرے..... دوسرے وہ جو وحی کا جھوٹا دعویٰ کرے..... تیسرے وہ جو اپنے آپ کو صاحب کمال سمجھ کر یہ دعویٰ کرے کہ کلام الہی کے مثل میں بھی بنا سکتا ہوں۔ اب ہر ایک قسم میں اقسام ہیں مثلاً خدا پر افتراء کرنے والے کئی طرح کے گزرنے ہیں اور اب بھی موجود ہیں ایک وہ جو کہتے تھے کہ خدا نے کسی پر کچھ نازل نہیں کیا اب بھی ایک گروہ کی یہ رائے ہے کہ خدا نے انسان کو عقل دی ہے یہ کافی ہے اب کسی رسول اور کلام الہی کی ضرورت نہیں ہے غرض یہ کہ کلام الہی کے نزول کا انکار کرتے ہیں۔

(۲) جو شرک کرتے ہیں وہ بھی مفتری ہیں کیونکہ توحید کی عبادت کو حکم الہی جانتے ہیں قرآن شریف کی متعدد آیتوں میں مشرکین کی نسبت فرمایا ہے ”يَفْتَرُونَ عَلٰى اللّٰهِ الْكُذْبَ“۔ یعنی اللہ پر افتراء کرتے ہیں۔ (۳) مشرکین کے سوا دوسرے منکرین کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس قسم میں داخل کیا ہے کیونکہ بہت باتیں جو انہوں نے اپنے خیال و قیاس سے نکالیں یا ان کے باپ دادا نے انہیں وہ احکام الہی سمجھتے ہیں اور یہی کہتے ہیں۔ (۴) اہل کتاب کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس قسم میں داخل فرمایا ہے اور انہیں مفتری ٹھہرایا ہے کیونکہ تثلیث کو خدا کی ذات میں داخل کرتے ہیں اور اس کا ماننا فرض سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ توریت و انجیل میں خدائے تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی بشارت نہیں دی۔ اور بہت باتیں ہیں جو یہود و نصاریٰ خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر دراصل وہ باتیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں یہ صریح افتراء ہے۔ (۵) وہ شخص جو جھوٹا دعویٰ کرے کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے۔ (۶) جو کوئی خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات میں ایسی باتیں کہے جو اس کی عظمت و شان کے خلاف ہے وہ بھی مفتری ہے مثلاً یہ کہنا کہ خدائے تعالیٰ عرش پر اس طرح بیٹھا ہے جس طرح انسان بیٹھتا ہے غرض یہ کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے بڑا ظالم کہا ہے وہ چھ قسم کے ہیں اور سب کا ایک حکم ہے۔

دوسرے قسم کے لوگ جو بہت بڑے ظالم ہیں وہ ہیں جنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم پر وحی آتی ہے حالانکہ ان پر کبھی وحی نہیں آئی بظاہر یہ کوئی جداگانہ قسم مفتری کی نہیں ہے بلکہ پہلی قسم میں جو پانچویں صورت بیان کی گئی ہے وہی ہے مگر اس کو عینہہ کر کے بیان کرنا یا تو اس غرض سے ہو سکتا ہے کہ اس کا اہتمام زیادہ مقصود ہے کیونکہ اس وقت ایسے مفتری یعنی مسیلمہ کذاب اور اسود غنسی موجود تھے گو ان کا دعویٰ کچھ دنوں بعد ظاہر ہوا ہو

اس لئے ایسے مفتری کو کھول کر بیان کر دیا گیا اور اگر وحی کے مشہور معنی نہ لئے جائیں بلکہ انسان کے دماغ میں جو خیال زور کے ساتھ فوراً آجاتا ہے اسے بھی وحی کہتے ہیں۔ یہ معنی لئے جائیں اور یہ مطلب کہا جائے کہ اپنے فوری خیالات کی نسبت کہتا ہے کہ اس رسول کی طرح مجھ پر وحی کی گئی وہ بڑا ظالم ہے کیونکہ رسول خدا جو وحی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ تو وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور یہ اپنے خیالات کو وحی کہہ کر دھوکا دینا چاہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَلَمْ يُوْحَ إِلَيْهِ حِسْمَةٌ“ یعنی اس پر وحی کچھ نہیں کی گئی۔ یعنی انبیاء اور رسولوں کو جو اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے وہ اس پر نہیں ہوئی اگرچہ اس قسم کے خیالات اسے ہوئے ہوں جنہیں محاورہ عرب میں وحی کہہ دیتے ہیں اس معنی میں یہ خوبی ہے کہ یہ قسم بالکل جدا ہوگی پہلی قسم سے۔

تیسری قسم بہت بڑے ظالموں کی وہ ہے جو اپنے کمال کے گھمنڈ میں کلام الہی کے مقابلے میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی ایسا بنا سکتے ہیں یہ ان کا کہنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ اسے کلام الہی نہیں سمجھتے یا یہ کہ خدا ہی پر انہیں ایمان نہیں ہے جیسے لامذہب دہریہ ہیں۔ الحاصل اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو اہل کتاب کو الہام و وحی کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو کلام الہی کے نہ ماننے والوں کو سب کو ایک طرح ظالموں میں شمار کر کے ان کی حالت بیان کی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تو ایسے ظالموں کو موت کی سختی میں دیکھے جس وقت فرشتے ان پر دست درازی کر رہے ہوں اور کہہ رہے ہوں کہ اپنی جانوں کو نکالو! (تو ایسی بری حالت تو دیکھے کہ تیرے ہوش جاتے رہیں) اس وقت فرشتے یہ بھی کہتے ہوں گے کہ تم جو خدا پر افتراء کیا کرتے تھے اس کی جزا میں آج سے تم ذلت کے عذاب میں گرفتار ہو گے۔ آیت کا یہ جملہ کہ الْيَوْمَ نَجْذُوْنَ الْخٰسِيْنَ روشن دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلا قول جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ”ایسا مفتری دنیا میں دست بدست سزا پالیتا ہے“ نص صریح کے خلاف ہے بلکہ جو آیت انہوں نے اپنے دعویٰ کے لئے پیش کی ہے وہی آیت ان کے دعوے کو غلط بتا رہی ہے کیونکہ آیت تو صاف کہہ رہی ہے کہ دنیا میں انہیں سزا نہیں دی جاتی بلکہ جب یہ ظالم دنیا کو چھوڑنے لگتا ہے اور اس کی روح قبض ہونے لگتی ہے اس وقت

ام راغب اصفہانی کی مفردات القرآن ملاحظہ ہو۔

سے اس پر ذلت کی مار ہوتی ہے اور جب اس آیت کو سورہ انعام کی اس آیت سے ملاؤ جو اوپر نقل کی گئی ہے کہ نافرمانوں پر دنیا میں عیش و آرام اور تاز و نعم کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں تو پوری توضیح ہو جاتی ہے کہ بہت نافرمان اپنی مقررہ زندگی میں عیش و آرام سے رہتے ہیں اور موت کے وقت سے ان پر پکڑ ہوتی ہے۔ انصاف پسند حضرات نے آیت مذکورہ کی شرح سے تو مرزا قادیانی کی قرآن دانی معلوم کی اب ان کے اقوال کی طرف پھر توجہ کیجئے اسی رسالہ انجام آتھم کے ص ۶۳ میں مضمون سابق کو تھوڑے سے تغیر سے دہرایا ہے ملاحظہ ہو۔

چوتھا قول ”کیا یہ بات تعجب میں نہیں ڈالتی کہ ایسا کذاب اور دجال اور مفتری جو برابر بیس برس کے عرصے سے خدائے تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہا ہے اب تک کسی ذلت کی مار سے ہلاک نہ ہوا۔“ کسی ذی علم واقف کار کو یہ بات تعجب میں نہیں ڈال سکتی حالات موجودہ دکھا رہے ہیں کہ اس وقت مفتریوں کو بہت کچھ مہلت دی جا رہی ہے۔ مرزا قادیانی پادریوں کو دجال کہتے ہیں اب ان کے پیرو دیکھیں کہ کتنے عرصے سے ان کا افتراء چل رہا ہے اور کس زور سے انہیں ترقی ہو رہی ہے ذلت کی مار سے تو ہلاک نہیں ہوتے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ ”میں صلیب کے توڑنے اور تثلیث کے مٹانے کے لئے آیا ہوں“ مگر انہوں نے تو اسلام کو مٹا دیا تثلیث کا زور تو ویسا ہی روز افزوں ہے۔ مرزا قادیانی نے تو کسی تثلیث پرست مسلمان نہیں بنایا ہاں دہریوں نے بہت تثلیث پرستوں کو لاندہب بنا دیا۔ مرزا قادیانی کے مقابلے میں تو وہی زیادہ کامیاب رہے۔

پانچواں قول ”کیا یہ بات سمجھ میں نہیں آ سکتی کہ جس سلسلے کا تمام مدار ایک مفتری کے افتراء پر تھا وہ اتنی مدت تک کسی طرح چل نہیں سکتا۔“ جو ایماندار ذی علم دیکھ رہے ہیں کہ مفتریوں کا افتراء دس بیس برس بھی چلا اور سینکڑوں برس بھی چلا اور چل رہا ہے پھر ان کی سمجھ میں ایسی جھوٹی بات کیونکر آ سکتی ہے۔

۱۔ کیونکہ دنیا کے چالیس کروڑ (اور اب ایک ارب تیس کروڑ) مسلمانوں میں سے ان کے بیان کے بموجب صرف تین لاکھ یا کچھ کم و بیش مسلمان رہ گئے پھر یہ اسلام مٹانا نہیں تو

چھٹا قول توریت اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہو جاتا ہے۔“ قرآن شریف میں اس مضمون کی گواہی ہرگز نہیں ہے بلکہ ہم نے کئی آیتیں اوپر نقل کی ہیں جو اس کے خلاف شہادت دے رہی ہیں۔

ساتواں قول ”خدا کی پاک کتاب صاف گواہی دیتی ہے کہ خدائے تعالیٰ پر افتراء کرنے والے جلد ہلاک کئے گئے ہیں۔“ (انجام آتھم حاشیہ ص ۶۳) مرزا قادیانی وہی غلط دعویٰ بار بار پیش کر رہے ہیں افسوس اور نہایت افسوس ہے کہ ایسے عظیم الشان تقدس کا دعویٰ اور اعلانیہ خلاف گوئی پر ذرا تامل نہیں ہوتا۔ میں نے مرزا قادیانی کے ان مکرر اقوال کو اس لئے نقل کیا ہے کہ طالبین حق ملاحظہ کریں کہ جس بات پر انہیں اس قدر وثوق و اصرار ہے کہ بار بار اسے کہہ رہے ہیں اور خدا کی طرف اسے منسوب کر رہے ہیں وہ بالکل غلط ہے۔“ خدا کی پاک کتاب میں ایسی گواہی کا اشارہ بھی نہیں ہے اس سے پہلے بھی ہم چار آیتیں نقل کر چکے ہیں پہلی آیت سورہ والفجر سے معلوم ہوتا ہے کہ امتحان کی غرض سے ہر انسان کو مہلت دی جاتی ہے اور دنیا کی نعمتیں اسے عنایت کی جاتی ہیں دوسری آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مومنین کا بھی امتحان آتا ہے۔ تیسری آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو خدا

ایہم نے اس رسالے میں توریت کے حوالے سے زیادہ بحث نہیں کی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے لئے قرآن مجید کافی ہے ہمیں دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے البتہ قرآن مجید کی ہدایت سے اس قدر ماننا ضرور ہے کہ توریت و انجیل آسمانی کتابیں ہیں مگر اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اہل کتاب نے ان میں تحریف کی ہے اس لئے کوئی حکم یا کوئی مضمون اس کا سند پکڑنے کے لائق نہیں ہے پھر خصوصاً اس زمانے کے ترجمے اردو فارسی عربی کے تو کسی طرح توجیہ کے لائق نہیں ہو سکتے کیونکہ ترجمہ کرنے والوں کی بے باکی اور ناہنجی اور کچھ ترجمے کی مجبوری سے کیا ہو گیا یا منہم میں کہا ہوں کہ توریت میں جھوٹے نبی کے جلد ہلاک ہو جانے کی خبر نہیں دی ہے بلکہ بنی اسرائیل پر حکم ہے کہ جو نبی جھوٹا ثابت ہو اسے مار ڈالو جس طرح قصاص میں مار ڈالنے کا حکم ہے اسی طرح جھوٹے نبی کو مار ڈالنے کا حکم ہے کسی مقام پر اس حکم کو خبر کے طور پر بیان کیا ہے اور ایسا اکثر ہوتا ہے پھر یہ معلوم نہیں ہے کہ اصل توریت میں کس طرح بیان ہوا ہے ممکن ہے کہ اس میں اس طرح نہ ہو مترجم کی غلطی سے ایسا ہو گیا ہو۔

کی نصیحتوں کو بھول جاتے ہیں یعنی ان پر عمل نہیں کرتے ان کی پرواہ نہیں کرتے ان پر کسی وقت نعمتوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں خدا کی نصیحتوں پر توجہ نہ کرنا کئی طرح پر ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ انہیں کلام الہی نہیں مانتے دوسرے ایسے طور پر اس کا مطلب لگاتے ہیں جو مقصود الہی نہیں ہے بعض ایسے بھی ہیں کہ خدا کی طرف سے معافی لپکا پروانہ دکھاتے ہیں غرض یہ کہ تینوں قسم کے لوگ اس آیت میں داخل ہیں چوتھی آیت میں ہے کہ جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں ”انہیں ہم زمانہ دراز تک مہلت دیتے ہیں“ اور اس غرض سے دیتے ہیں کہ ان پر زیادہ عذاب کیا جائے۔ پانچویں آیت میں تو نہایت صفائی سے ظاہر کر دیا ہے کہ ہر قسم کے مفتری اور کذب کی سزا موت کے وقت سے شروع ہوتی ہے اور پہلی آیتوں کے ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے لوگ دنیاوی زندگانی میں عیش و آرام سے رہتے ہیں جلد تباہ نہیں ہوتے۔ الحاصل مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ مفتری جلد ہلاک ہو جایا کرتا ہے نہایت روشن دلائل سے باطل ہو گیا یعنی ”آیات قرآنیہ“ اسرار شریعت الہیہ حالات موجودہ واقعات گذشتہ“ سب ایک زبان ہو کر پکار رہے ہیں کہ جھوٹوں کو منکروں کو بہت کچھ مہلت دی جاتی ہے اس کے اسباب اور وجوہ بھی بیان کر دئے گئے ناظرین ملاحظہ کریں۔

دوسرا دعویٰ مرزا قادیانی کا یہ تھا کہ سچا ہلاک نہیں کیا جاتا بلکہ وہ عیش و کامرانی

یعنی ایسا الہام بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرما دیا کہ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ جو چاہو کرو جس طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ شیطان نے دھوکا دینا چاہا تھا مگر چونکہ آپ کا علم کامل تھا اور نور ہدایت سے آپ کا سینہ منور تھا اس لئے آپ اس کے دھوکے میں نہیں آئے مختصر کیفیت اس کی یہ ہے کہ آپ ایک میدان میں تھے کہ یکبارگی آپ نے دیکھا کہ ایک نور مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلا ہوا ہے اسی نور میں ایک عجیب و غریب صورت بھی نظر آئی اس نے آواز دی کہ اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں جو چیز غیروں پر حرام تھی میں نے تجھ پر حلال کر دی اب تجھے اختیار ہے جو چاہے لے اور جو چاہے کر آپ نے یہ آواز سنتے ہی احوڑ باللہ پڑھا اور شیطانی فریب سے نجات پائی اسی قسم کے الہامات مرزا قادیانی کو ہوتے ہیں اور مرزا قادیانی انہیں الہام الہی سمجھتے ہیں۔

کے ساتھ رہتا ہے اس کا غلط ہونا بھی بیان سابق سے ظاہر ہوتا ہے مگر یہاں اور واضح طریقے سے اس دعوے کی غلطی بیان کی جاتی ہے قرآن مجید میں بہت جگہ آیا ہے کہ یہود نے انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا سورہ آل عمران ۱۱۲ میں ہے وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ۔ یعنی یہود نے انبیاء کو ناحق قتل کیا اور اسی سورہ کے ۳ رکوع اور ۱۹ رکوع میں اور سورہ بقرہ کے ۷ رکوع میں بھی یہی مضمون ہے غرض یہ کہ یہ مضمون قرآن مجید میں بہت جگہ ہے ان آیات سے ثابت ہوا کہ سچے انبیاء بھی امن و عافیت سے نہیں رہ سکے اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کئی برس قید خانے میں رہے پھر بے رحمی سے ذبح کر دئے گئے ان کے والد ماجد حضرت زکریا آ رہے سے چیر دئے گئے۔ اسی طرح حضرت شعیا علیہ السلام

ایسی طرح توریت اور انجیل میں بہت جگہ مذکور ہے کہ بنی اسرائیل نے نبیوں کو قتل کیا انہیں ستایا ان پر پتھراؤ کیا۔ چند حوالے مثال کے طور پر نقل کئے جاتے ہیں توریت و انجیل اور کتب سابقہ میں دیکھا جائے تمہیاب ۹ آیت ۲۶۔ اول سلاطین باب ۱۸ آیت ۴ اور باب ۹ آیت ۱۰ لوقا باب ۱۳ آیت ۳۴۔ اعمال باب ۷ درس ۵۲ حضرت یحییٰ کا قید ہونا اور ان کا قتل کیا جانا انجیل متی کے باب چودھویں سے ظاہر ہے غرض یہ کہ کتب سابقہ بھی قرآن مجید کے مطابق کہہ رہی ہیں کہ بہت انبیاء قتل کئے گئے۔ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ کے ہم عمر تھے تاریخ طبری سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ مہینے بڑے تھے ابن خلدون ایک انگریزی مورخ سے نقل کرتے ہیں کہ تین مہینے بڑے تھے یہود کے خیال کے موافق حضرت عیسیٰ ۳۳ء میں سوئی دئے گئے اور حضرت یحییٰ کو اس سے قبل ۳۰ء ہیردوس بادشاہ نے قید کیا اور ۳۲ء میں ان کا سر کنوا کر اپنی بیوی کو دیا۔ الغرض حضرت یحییٰ پورے ۳۲ برس بھی زندہ نہیں رہے اب دیکھنا چاہئے کہ اس کم سنی میں کب انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر کتنے دلوں کے بعد شہید کئے گئے بعض کہتے ہیں کہ چار برس کے اندر شہید کئے گئے بعض کے نزدیک آٹھ برس کے اندر (توریت اور انجیل کا اردو ترجمہ محشی جو ۱۸۷۰ء میں نارتھ انڈیا پبلیشنگ سوسائٹی کی طرف سے مرزا پور میں چھاپا ہے اس میں انجیل متی کے باب ۳ اور باب ۴ کو مع حاشیہ دیکھا جائے) حضرت یحییٰ کا نام یوحنا بھی ہے ابن خلدون لکھتا ہے کہ یحییٰ کا مشہور نام یوحنا تھا انجیل کے اکثر ترجموں میں ان کا نام یوحنا ہے بعض میں یحییٰ ہے ایک یوحنا حضرت مسیح کے عہداری ہیں وہ اور ہیں۔ تاریخ کمال ابن اثیر (ج ۱ ص ۲۳۳ بح ۱۹۹۵) ملاحظہ ہو۔ جاہل مرزائی نام کے پڑھے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کا مارا جانا جھوٹ ہے ان کو چاہئے کہ رسالہ عبرت خیز دیکھیں اس میں قرآن و حدیث سے بلکہ اجماع امت سے ثابت کر دیا گیا ہے۔

چیرے گئے۔ اب حضرات مرزائی بتائیں کہ کون مفتری اس سے زیادہ ذلیل کیا گیا انجیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا نبی قتل کئے گئے اور تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا چار سال کے اندر قتل کئے گئے۔ اسی پر اور انبیا کو قیاس کرنا چاہئے۔ یعنی دشمنوں نے انہیں زیادہ مہلت نہیں دی الغرض بچوں کا امن و عافیت سے رہنا اور جھوٹوں کا جلد ہلاک ہونا نصوص قطعیہ کے خلاف اور واقعات صحیحہ کے صریح مخالف ہے مگر حیرت ہے کہ بعض اہل علم بھی ایسی غلط بات کو مان رہے ہیں۔

الغرض قرآن مجید میں مفتری کی نسبت کہیں نہیں ہے کہ مفتری دس برس میں یا بیس برس میں یا تینیس برس میں مرجائے گا یا ہر ایک مفتری ذلیل و خوار ہو گا نہ بلا قید کہیں یہ ارشاد ہے اور نہ کسی قید کے ساتھ فرمایا ہے کہ ایسا شخص دنیا میں جلد تباہ ہو جاتا ہے بلکہ یہ بالکل خدا پر افتراء ہے، کوئی کلام خدا یا کلام رسول ایسا نہیں ہے جس سے یہ دعویٰ قیاسی طور پر بھی مستنبط ہو سکے اور توریت میں بھی ایسا نہیں ہے اور اگر ہو بھی تو ہم پر حجت نہیں ہو سکتا۔

قطع و تین کی بحث میں مرزا قادیانی کی صریح غلطیاں

البتہ قرآن پاک میں ایک آیت ہے جس سے کم علم شہبہ میں پڑ سکتے ہیں اور مرزا قادیانی نے متعدد رسالوں میں اور اشتہاروں میں اپنی حقانیت کی دلیل میں اسے بہت زور سے پیش کیا ہے اور قادیانی جماعت کو اس پر بہت کچھ ناز ہے حالانکہ اس کی بنیاد مرزا قادیانی کی محض غلط فہمی پر ہے۔ وہ آیت ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی نسبت فرماتا ہے تَنْزِيلٍ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَا خُدْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۝ (سورہ صافات ۱۰۳-۱۰۷)

”یعنی قرآن پروردگار عالم کی طرف سے اتارا ہوا ہے (کسی دوسرے کا بنایا ہوا نہیں ہے) اور اگر (ہمارا رسول محمد ﷺ سچے الہاموں کے ساتھ) بعض جھوٹی باتیں ملا دیتا تو ہم اسے مضبوط پکڑتے یا اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے (اور وہ بری حالت کرتے کہ تم دیکھتے) اس کے

بعد اسے ہلاک کر دیتے یا ایسی مصیبت میں مبتلا کرتے کہ زندہ درگور ہو جاتا، اس معنی کی تشریح آئندہ آئے گی۔ کفار قریش جب قرآن مجید سنتے تو کہتے کہ محمد ﷺ نے اپنے جی سے بنا لیا ہے، خدا کا کلام نہیں ہے ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ساری باتوں کا جھوٹ ہونا تو بڑی بھاری بات ہے اگر ہمارا رسول محمد ﷺ کوئی بات بھی جھوٹی ہماری طرف سے کہتا تو ہم پکڑ کے ذبح کر دیتے، یہ کہنا ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کے خاص پیام رسان کو کہہ دے کہ یہ جھوٹا ہے اپنی طرف سے بات بنا کر کہتا ہے یہ کہنا بادشاہ کو ناگوار خاطر ہوا اور کہے کہ اگر ہمارا پیامبر ذرا بھی جھوٹ بولتا تو ہم اس کی گردن مار دیتے یہ ایک معمولی بات ہے جس سے اس پیامبر کی واقعی خصوصیت اور سچائی کا اظہار منظور ہوتا ہے منکر کے لئے کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے یا اس آیت میں اہل کتاب سے خاص خطاب ہے چونکہ توریت میں حکم ہے کہ جس نبی کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے وہ قتل کر دیا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ توریت کے ماننے والوں سے فرماتا ہے کہ اگر یہ رسول کچھ بھی جھوٹ بولتا تو ہم خود قتل کر دیتے یعنی اور جھوٹوں کے لئے تو ہم نے تمہیں قتل کرنے کے لئے حکم دیا تھا انہیں ہم خود ہلاک کر دیتے یا ایسی مصیبت میں مبتلا کرتے جس کا انجام ہلاکت ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ جس قدر جس شخص سے زیادہ خصوصیت ہوتی ہے اسی قدر اس کی خلاف ورزی سے ناگواری زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے وہ خصوصیت تھی جو کسی اور رسول سے نہ تھی آپ سید المرسلین حبیب رب العالمین تھے اس لئے ارشاد ہوا کہ اگر یہ کچھ بھی خلاف ورزی کرتے تو ہم یہیں دنیا میں سزا کر دیتے مگر یہ بھی ایک واقعی حالت بیان کی گئی ہے جس طرح توریت میں قتل کا وہ حکم کوئی دلیل اور حجت نہیں ہے ویسا ہی قرآن شریف کے اس بیان سے مقصود دلیل پیش کرنا نہیں ہے قرآن مجید کے طرز بیان سے جو واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس مقدس کتاب میں منطقی طور پر جتیں پیش نہیں کی گئیں۔ بلکہ سچی اور حقانی باتیں بیان کی گئی ہیں جن میں قدرتی اثر ہے کہ راست طبیعتیں انہیں برغبت قبول کر لیتی ہیں اور کلام الہی کے نازل ہونے سے جو مقصود ہے وہ حاصل ہوتا ہے اس آیت کے بیان میں مرزا قادیانی کی پہلی غلطی یہ ہے کہ وہ اس آیت کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک کلیہ قاعدہ بیان کیا ہے جس سے جھوٹے اور سچے پیام کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے، یعنی جو سچا ہے وہ امن و عافیت سے رہتا ہے اور جھوٹے کو اللہ

تعالیٰ جلد ہلاک کر دیتا ہے اس مطلب کا غلط ہونا ہم حالات موجودہ اور واقعات گزشتہ سے ثابت کر آئے ہیں کہ بہت جھوٹے مفتری تازیست عیش و آرام میں رہے قرآن مجید کی کئی آیتیں ہم لکھ چکے ہیں جن سے ثابت ہے کہ مجرموں کو تازیست بھی مہلت دی جاتی ہے بلکہ نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دئے جاتے ہیں اور سچے انبیاء نہایت بے رحمی کے ساتھ شہید کر دئے گئے۔ پھر ان آیات اور واقعات صحیحہ کے خلاف اس آیت کا مطلب کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا خود اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں جھوٹے ملہم کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف سچے ملہم کا ذکر ہے کیونکہ ارشاد ہے لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ النخ۔ یعنی یہ اگر ہمارا سچا رسول بعض باتیں ہم پر جھوٹ باندھتا اس بعض کے لفظ نے جھوٹے ملہم کو خارج کر دیا۔ کیونکہ جھوٹے ملہم کے تو جتنے الہامات ہیں سب جھوٹے ہونے ہیں البتہ سچے ملہم کے الہامات سچے ہوں گے اب اگر وہ سچا ملہم اپنے سچے الہاموں کے ساتھ بعض جھوٹے الہام بیان کر دے تو اس کی سزا اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں بیان کر دی۔ الغرض بعض باتوں کا جھوٹا ہونا اسی وقت ہو سکتا ہے کہ آیت میں خاص سچے ملہم کا ذکر ہو ورنہ آیت میں بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ کا لفظ غلط ہو جائے گا۔ حاصل یہ کہ بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ کی قید نے نہایت صفائی سے جھوٹے ملہم کو اس آیت سے نکال دیا یہ دوسری غلطی ہے مرزا قادیانی نے اس لفظ پر غور نہیں کیا اور ایسے معنی کئے جس کی وجہ سے اس لفظ کا لانا غلط ہو گیا۔

اب دیکھنا چاہئے کہ آیت میں جو سزا جھوٹ باندھنے والے پر بیان کی گئی ہے وہ عام سچے ملہموں کے لئے ہے یا خاص جناب سید المرسلین ﷺ کی خصوصیت خاصہ کا تقاضا ہے؟ قرآن مجید کے الفاظ سے تو ظاہر ہے کہ اس آیت میں خاص جناب سید المرسلین ﷺ کا ذکر ہے اہل علم جانتے ہیں کہ تَقَوَّلَ میں جو ضمیر ہے اس سے مراد جناب رسول اللہ ﷺ ہیں مطلب یہ ہے کہ ہمارے یہ خاص رسول کوئی بات جھوٹ کہتے تو ہم یہ سزا کرتے۔

الحاصل اس آیت میں کوئی حجت و دلیل نہیں پیش کی گئی ہے بلکہ ایک واقعی بات کہی ہے جیسے اور بہت باتیں قرآن مجید میں کہی گئی ہیں مثلاً نیکوں کے لئے یہ جزا ہے اور بدوں کے لئے یہ سزا ہے۔ اب اس آیت کے متعلق دو بحثیں اور باقی ہیں ایک یہ کہ افتراء کرنے کی تقدیر پر اللہ تعالیٰ نے صرف موت کی سزا بیان کی ہے یا دوسری سزا کا بھی ذکر یا

اشارہ ہے؟ دوسری یہ کہ اس سزا کے لئے کوئی مدت بھی اس آیت سے یا دوسری آیت و حدیث سے معلوم ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اگر مدت معلوم ہوتی ہے تو وہ کس قدر ہے؟

اہل علم خوب جانتے ہیں کہ الفاظ کے معنی دو طرح کے ہوتے ہیں ایک کا نام حقیقی ہے اور دوسرے کا نام مجازی مگر جب لفظ بولا جائے گا تو سب سے اول حقیقی معنی اس کے مراد لئے جائیں گے جب تک کوئی ایسی وجہ نہ پائی جائے جس سے وہ معنی نہ بن سکتے ہوں اور جس وقت حقیقی معنی نہ بن سکیں گے اس وقت جو مجازی معنی قرینہ و قیاس سے بن سکیں گے وہ لئے جائیں گے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ اس میں الفاظ کے اصلی اور حقیقی معنی مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ جس طرح سے پکڑنا اور رگ جان کو کاٹنا آیت میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے اس کے افعال جس طرح ہوتے ہیں اس کی نسبت خود اس کا ارشاد ہے إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ تَكُنْ فَيَكُونُ۔ (یسین ۸۲) یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اتنا کہہ دینے سے کہ ہو جاوہ چیز موجود ہو جاتی ہے اور کسی بات کی ضرورت نہیں ہے اس لئے ضرور ہوا کہ یہاں کوئی معنی مجازی مراد لئے جائیں جو یہاں کے مناسب ہوں غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہاں متعدد معنی ہو سکتے ہیں مثلاً (۱) اگر محمد ﷺ ہم پر کچھ افتراء کرتے تو ہم ان کی قوت کو چھین لیتے اور پھر انہیں ہلاک کر دیتے جب کوئی نہایت قوی شخص کمزور کو زور سے پکڑ لیتا ہے تو اس کمزور کی طاقت جاتی رہتی ہے اور بالکل بے بس ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ جس کو پکڑے اس کی بے بسی کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے اب قوت کا سلب کرنا کئی طریقے سے ہو سکتا ہے مثلاً فصاحت و بلاغت کی قوت چھین لی جاتی؛ بات کرنے کی قوت نہ رہتی یا زور ولایت و نبوت لے لیا جاتا جس کے سبب سے وہ باتیں نہ ہو سکتیں جو انبیا کی شان کے مناسب ہیں اور کوئی نشان و معجزہ نہ ہو سکتا۔

یا کوئی شخص مخالف ایسا کھڑا ہو جاتا کہ کذب کو ظاہر کر کے لوگوں کو اس کی بیرونی سے روک دیتا یا زبان سے ایسی باتیں نکلتیں جس سے اس کا کذب مخلوق پر ظاہر ہو جاتا جیسا کہ مرزا قادیانی کی زبان سے بہت سی باتیں نکلتیں یہ صورتیں ایسی ہیں کہ سمجھدار خدا سے ڈرنے والا ضرور اس فعل سے باز رہے گا جس کے سبب سے یہ ذلت و رسوائی پیش آئے اور اگر اس پر بھی باز نہ آتے اور جموٹی باتوں کو سچی دکھانے کے درپے ہوتے (جس

طرح مرزا قادیانی ہوئے) تو ایسی مصیبت و تکلیف میں مبتلا کرتے کہ زندہ درگور ہو جاتے اور کچھ کرتے بن نہ آتی، اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لَا تَخَذْنَا مِنْهُ فرمایا یعنی اس مفتری سے کوئی چیز لیتے لَا تَخَذْنَا مِنْهُ نہیں فرمایا جس کے معنی ہیں کہ ہم اس کو لے لیتے اور اسے پکڑتے لفظ من کے زیادہ کرنے سے صاف اشارہ ایسے ہی معنی کی طرف ہے جیسے ہم نے بیان کئے اور آئندہ بیان کریں گے قطع و تبین سے مقصود کسی وقت تکلف پہنچانا بھی ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں اِرْحَنِیْ اِرْحَنِیْ فَطَعْتُ وَتَبَّیْتُ یعنی مجھے آرام لینے دے آرام لینے دے تو نے تو مجھے مار ڈالا یعنی بہت تکلیف دی، اس بات کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مفتری کی سزا میں دو جملے فرمائے ہیں اَوَّلُ لَا تَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ۵ ہم اس کا ہاتھ پکڑ لیتے دوسرا ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۵ پھر ہم اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے یہ جملے علیحدہ علیحدہ اپنے مستقل معنی رکھتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مفتری کے لئے دوسرا میں ایک سزا پہلے جملے میں بیان ہوئی جس کو پہلے ہونا چاہئے دوسری سزا دوسرے جملہ میں بیان ہوئی وہ پہلی سزا کے بعد ہے کیونکہ دوسرا جملہ ثُمَّ سے شروع ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس جملے کا مضمون پہلے جملے کے مضمون کے بعد ہوگا جیسا کہ ہم نے آیت کے معنی میں بیان کیا۔

یہ تیسری غلطی ہے کہ مرزا قادیانی نے ان صاف باتوں پر نظر نہیں کی۔ اربعین میں جو معنی بیان کئے ہیں اس میں پہلے جملے کا کچھ مطلب بیان نہیں کیا بلکہ آیت کا مطلب اس قدر لکھتے ہیں یعنی ”اگر وہ ہم پر افتراء کرتا تو اس کی سزا موت تھی“ اس مطلب سے آیت کا پہلا جملہ بے کار ہو گیا اور دوسرے جملے میں جو ثُمَّ کا استعمال اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بھی بے کار ٹھہرا۔ الغرض پہلے بیان سے ثابت ہوا تھا کہ آیت میں لفظ بَعْضُ الْأَقْوَامِ کی طرف مرزا قادیانی نے ذرا بھی توجہ نہیں کی، ان کے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ لفظ بے کار ہے اور توجہ نہ کرنے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ جو دعویٰ وہ اس آیت سے ثابت کرنا چاہتے ہیں اسے یہ لفظ غلط ٹھہراتا ہے ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی جس طرح معنی بیان کرتے ہیں اس سے آیت کا ایک پورا جملہ لَا تَخَذْنَا مِنْهُ

فرض یہ ہے کہ لفظ أَخَذَ متعدی ہفہ ہے اس کے متعدی ہونے کے لئے کسی حرف کی ضرورت نہیں۔ ہاں جہ آیت میں من جمع فیہ لایا گیا اس کی وجہ ہم نے بیان کر دی۔

بِالْيَمِينِ ۵ اور دوسرے جملے کا ایک لفظ نَم بے کار ہو جاتا ہے۔

یہ چوتھی غلطی ہے مرزا قادیانی کی غور کا مقام ہے کہ وہ کلام مقدس جس کی فصاحت و بلاغت و اعجاز کی حد کو پہنچ گئی ہے اس کی چھوٹی آیت میں ایک پورا جملہ اور کئی لفظ جس کے بیان سے بے کار ہو جائیں وہ قرآن مجید کا ماہر اور جاننے والا ٹھہرے، افسوس اس فہم و انصاف پر مذکورہ بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ افتراء کرنے والے کی سزا صرف موت ہی نہیں ہے جیسا کہ مرزا قادیانی بیان کر رہے ہیں بلکہ متعدد سزائیں ہو سکتی ہیں جن کا بیان کچھ تو اوپر ہوا اور عام سزا جو آیت کے الفاظ سے سمجھی جاتی ہے یہ ہے کہ جو مصیبت یا جو تکلیف ایسی ہو جسے عام طور پر فہمیدہ حضرات دیکھ کر یا سن کر یہ کہہ دیں کہ یہ خدا کی پکڑ ہے کیونکہ اس کی سزا میں اول جملہ یہ ہے لَا خِذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۵ دوسری بحث آیت مذکورہ کے متعلق یہ تھی کہ مفتری کی سزا کئے لئے کوئی مدت کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب بیان سابق سے ظاہر ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں تو عام مفتریوں کا ذکر ہی نہیں ہے بلکہ فرضی طور پر خاص یہاں رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے اور کسی دوسری آیت و حدیث سے بھی اس کا ثبوت نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ دنیا کے واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ جس طرح بچوں کی عمر کم و بیش ہوتی ہے اور کوئی معمولی موت سے دنیائے فانی سے گذر گئے اور کوئی مخالفین کے ہاتھ سے شہید ہوئے اسی طرح مفتریوں کا حال ہوا ہے۔ بعض جلد دار البوار کو بھیج دئے گئے، بعضوں نے مدتوں بادشاہت کی اور اپنی اولاد کو سلطنت دے گئے اور سینکڑوں برس ان میں سلطنت قائم رہی اس کا ثبوت بخوبی کر دیا گیا اور نص صریح میں یہ بھی دکھا دیا کہ جھوٹوں کو بہت کچھ مہلت دی جاتی ہے مرزا قادیانی نے جو مدت بیان کی ہے اس کا غلط ہونا عقلاً اور نظراً دونوں طرح بیان کر دیا گیا اب اگر اس پر بھی کسی صاحب کو تشفی نہ ہو تو ہم مرزا قادیانی کے خیال کے بطلان میں مذکورہ دلائل کے علاوہ چند دلیلیں اور پیش کرتے ہیں اور اہل انصاف سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ غور سے دیکھو۔

پہلی دلیل جس آیت کی تفسیر میں یہاں تک بیان کو طول ہوا یعنی لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ الخ اسی آیت سے مرزا قادیانی کا قول غلط ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ آیت

کئی ہے یعنی جناب رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے۔ مدینہ طیبہ اب تک نہیں گئے تھے ان ہی ایام میں یہ آیت نازل ہوئی نبوت کے بعد کامل بارہ برس تک حضور مکہ معظمہ میں رہے اور تیرہویں سال آپ نے ہجرت فرمائی، اس بارہ برس کے اندر جناب رسول اللہ ﷺ کی صداقت کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہوا کہ ہمارا رسول (محمد) اگر کچھ بھی ہم پر افتراء کرتا تو ہم اسے سخت سزا دیتے یہاں خیال رکھنا چاہئے کہ آیت مذکورہ میں آئندہ کا ذکر نہیں ہے اس طرح ارشاد نہیں ہوا کہ اگر یہ افتراء کرے گا تو ہم یہ سزا دیں گے بلکہ گزشتہ زمانہ کی نسبت ارشاد ہوا کہ اگر افتراء کرتا تو ہم یہ سزا دیتے، ”اس لئے ثابت ہوا کہ اگر جھوٹ بولتے تو اس کی سزا بارہ برس کے اندر ہی ہو جاتی“ کیونکہ دعویٰ نبوت کے بعد بارہ برس کے اندر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں گزشتہ زمانے کا حکم بیان ہوا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جھوٹ کی سزا اس آیت کے نزول سے پہلے یعنی بارہ برس کے اندر ہو جاتی، غور سے دیکھو مرزا قادیانی نے جو زمان نبوت پر قیاس کر کے تیس برس اس کی میعاد بیان کی ہے وہ اس آیت کے رو سے غلط ہے۔

یہ پانچویں غلطی ہے جو آیت مذکورہ کے بیان میں مرزا قادیانی سے ہوئی اگر مرزا قادیانی اس آیت پر غور کرتے تو ۲۳ برس کی میعاد مقرر نہ کرتے نہایت تعجب ہے کہ کم از کم پندرہ بیس برس تک اس آیت پر ان کی توجہ رہی مگر یہ تھوڑی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہ آئی اب خلیفہ اس میں غور کریں اگر حق طلبی ہے تو اس غلطی کو تسلیم کریں یا جواب دیں۔ یہ جو کچھ بیان کیا گیا مرزا قادیانی کے خیال کے مطابق کیا گیا ہم اس آیت سے جھوٹے ملہم کی سزا کی کوئی میعاد ثابت نہیں کرتے، ہم تو نصوص صریحہ اور دلائل نقلیہ سے اسے غلط ثابت کر چکے ہیں۔

دوسری دلیل مرزا قادیانی جھوٹے ملہم کے ہلاک ہونے کی میعاد ۲۳ برس بتاتے ہیں یعنی اگر تیس برس کے اندر وہ ہلاک ہو گیا تو اسے جھوٹا سمجھو اور اگر ہلاک نہ ہوا تو سچا جانو۔ حضرات ناظرین متوجہ ہوں اگر یہ قاعدہ صحیح ہو تو سچے نبی کے لئے ضرور ہوگا کہ دعویٰ نبوت کے بعد سے ۲۳ برس سے زیادہ جئے اور اس قدر زیادہ ہونا چاہئے کہ اس کی نبوت کا ثمرہ اور نتیجہ ظاہر ہو سکے کیونکہ اگر ۲۳ برس کے بعد چوبیسویں برس میں مر گیا تو اس قاعدے

کے بموجب وہ سچا نبی تو ہوا مگر کوئی نفع خلق کو اس سے نہ پہنچا کیونکہ ۲۳ برس تک انتظار کرنا تو ضرور ہے اس کے بعد اتنی مہلت نہ ملی کہ اس پر ایمان لا کر اس سے ہدایت پاتے اور بعثت کا نتیجہ ظاہر ہوتا۔ الغرض دعوائے نبوت کے بعد کم سے کم تیس چالیس برس تک اسے جینا چاہئے کہ اس کی رسالت کا کام پورا ہو ورنہ اس کا نبی ہونا بے کار ہوگا۔ اب کیا خلیفہ مسیح یا ان کے کوئی ہم مشرب یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ جتنے انبیائے کرام گزرے ہیں وہ دعوت نبوت کے بعد سے چوبیس برس سے زیادہ زندہ رہے ہیں؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہمارے سرور عالم سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف ۲۳ برس زندہ رہے ہیں جن انبیاء کو یہود نے قتل کیا تو کیا وہ شریر یہودی ۲۳ برس تک چپ بیٹھے رہے اور اس مدت کے بعد انہوں نے قتل کیا کوئی عاقل اسے باور کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

تیسری دلیل بڑی وجہ اس کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت اور آپ کے اصحاب کبار کا برتاؤ اس کو غلط ثابت کر رہا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کی عمر ۶۳ برس کی ہوئی اور نبوت کا دعویٰ چالیس برس کی عمر میں کیا اس سے ظاہر ہے کہ نبوت کے بعد آپ ۲۳ برس زندہ رہے اس سے زیادہ زمانہ آپ کو نہیں ملا اسی ۲۳ برس کی مدت میں آپ نے تعلیم و ہدایت فرمائی اور دعویٰ نبوت کے بعد ہی صحابہ آپ کی تصدیق کرتے گئے کسی مدت کا انتظار نہیں کیا اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ سچائی کی شناخت کے لئے بیس یا تیس برس مقرر کرنا محض غلط ہے۔

چوتھی دلیل اس کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ اس قاعدے کی رو سے مخلوق کو چاہئے کہ ۲۳ برس تک کسی مدعی نبوت کو نہ سچا کہیں نہ جھوٹا کہیں بلکہ اس مدت کا انتظار کریں مگر سنت اللہ اور احکام الہی اس کے خلاف ہیں کیونکہ دعویٰ نبوت کے بعد ہی نبوت کے ماننے اور احکام پر عمل کرنے کا حکم ہوتا رہا ہے اور ماننے والوں نے مانا ہے اور ان کی شریعت پر عمل کیا ہے خود مرزا قادیانی نے اور ان کی امت نے بھی ایسا ہی کیا تیس برس کا انتظار نہیں کیا۔

پانچویں دلیل اگر اتنی مدت تک انتظار کرنا ضرور ہو تو عام طور سے ہدایت قبول کرنے کا دروازہ بند ہو جائے گا کیونکہ انتظار کا زمانہ طویل ہے اس مدت میں لاکھوں آدمی زیر زمین ہو جائیں گے اب اگر اس مدعی کی نبوت سچی تھی تو جتنے انتظار کرنے والے مر گئے

ہدایت قبول نہ کر سکے اور ایمان سے محروم رہے اور کم سے کم اس کے فیض صحبت اور اس کے رشد و ہدایات پر عمل کرنے سے ضرور محروم رہے اور انبیاء جس لئے بھیجے جاتے ہیں وہ حاصل نہ ہوا۔

چھٹی دلیل اس کے غلط ہونے کی یہ ہے کہ ایسا حکم خدائے تعالیٰ کی طرف سے کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ اس مدت و راز تک اس کے کرنے نہ کرنے دونوں میں انسان کو خطرہ ہو مرزا قادیانی کے اس قاعدے کے بموجب ۲۳ برس تک ہر مدعی الہام کے ماننے میں بھی خطرہ ہے شاید جھوٹا ہو اور ۲۲ برس کے اندر ہلاک ہو جائے اور نہ ماننے میں بھی خطرہ ہے کہ شاید سچا ہو اور ہم بغیر اس کے ماننے ہوئے مر گئے تو بے ایمان مرے۔

یہ چھٹی غلطی ہے قطع و تین کے بیان میں جس سے نہایت کوتاہ نظری مرزا قادیانی کی ثابت ہوتی ہے کہ ایسے عقلی وجوہ پر ان کی نظر نہیں گئی اور ۲۳ برس کی میعاد مقرر کر دی اب دیکھیں جماعت مرزائیہ میں کون راست باز ہے کہ ایسی سچی بات کو قبول کرتا ہے یا ان غلطیوں کا جواب دیتا ہے مگر یہ وہ باتیں ہیں جس کا جواب غیر ممکن ہے اور اگر نشان و معجزے سے یقینی صاف طور سے سچائی معلوم ہو سکتی ہے تو پھر ۲۳ برس کی میعاد بے کار اور غلط ہوگی یوں کہو کہ جو مدعی واقعی سچا نشان دکھائے وہ سچا ہے اور جو کوئی نشان نہ دکھائے یا اس کا نشان کسی علمی قوت یا فراست و تجربہ کی بنیاد پر ہو یا اس کی تکذیب کسی طور سے ظاہر ہو جائے وہ جھوٹا ہے غرض یہ کہ یہ میعاد مقرر کرنا ہر طرح غلط ہے۔

جس نے براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی کے وہ مضامین دیکھے ہیں جو اثبات حقانیت اسلام پر انہوں نے لکھے ہیں وہ ان مضامین کو دیکھتا ہے جو انہوں نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کئے ہیں وہ متحیر ہو جاتا ہے اور اسے یہ یقین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ دونوں تحریریں ایک شخص کی ہیں کیونکہ دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا صاف حق و باطل میں فرق ہوتا ہے یہ امر خیال میں آتا دشوار ہوتا ہے کہ جو شخص ایسی لہجہ اور خلاف عقل اور نقل تحریر کرے جیسی قطع و تین وغیرہ میں کی گئی ہے وہ ایسی پر زور تحریر کیونکر کر سکتا جو جیسی براہین احمدیہ میں ہے یہ تفرقہ بین دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ غلط ہے اگر سچا ہوتا تو اس تحریر کی بھی وہی حالت ہوتی جو براہین احمدیہ کے دلائل کی ہے باطل و دعویٰ کے اثبات میں مرزا قادیانی نے بہت ہی زور لگایا مگر اہل حق کی نظر میں اس کی غلطیاں ایسی ہی ظاہر ہیں جیسے آفتاب کی روشنی میں سیاہ اور بد نما چیز ممتاز ہوتی ہے بیان سابق سے اس کا ثبوت بخوبی روشن ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَهْدِي لِمَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

خلاصہ مرام و حسن ختام

اب میں قادیانی جماعت سے خیر خواہانہ اور دلی درد مندی سے کہتا ہوں کہ اس رسالے کو تحقیق اور انصاف کی نظر سے دیکھیں اور غور فرمائیں، مرزا قادیانی کا قول ہے کہ ”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشینگوئی سے بڑھ کر کوئی محکم امتحان نہیں ہو سکتا۔“

(آئینہ کمالات ص ۲۸۸ خزائن ج ۵ ص ۲۸۸)

اس بنیاد پر ہم نے نہایت خلوص دلی اور بے تعصبی سے ان کے اقوال اور ان کے حالات پر نظر کی اور یہ چاہا کہ انہی کے کہنے کے بموجب ہم ان کی صداقت کا حال ان کی پیشینگوئی سے معلوم کریں پیشینگوئیاں ان کی بہت ہیں ان میں سے ان پیشین گوئیوں کو ہم نے دیکھا جنہیں وہ نہایت ہی عظیم الشان کہتے ہیں یہاں تک کہ اپنی صداقت کا معیار اسے ٹھہرایا تھا وہ اقوال اس رسالے کے شروع میں نقل کئے گئے ہیں وہ پیشینگوئیاں محض غلط ثابت ہوئیں اور ان کا کذب ایسا ظاہر ہو گیا کہ کسی کو اس میں گفتگو کی گنجائش نہ رہی بشرطیکہ اس کے دل میں خدا کا خوف ہو اور کچھ بھی انصاف کو دخل دے پھر آپ اپنی عاقبت پر نظر کر کے ایک صریح دروغ کے کیوں درپے ہیں؟ کیا آپ کو یہ خیال ہے کہ مرزا قادیانی کے بقول سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی بعض پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی؟ مگر خیال رکھو اور مسلمان ہو تو یقین کر لو کہ اس اصدق الصادقین سید المرسلین کی کوئی پیشینگوئی ایسی نہیں ہے کہ پوری نہ ہوئی ہو اور مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ نے جو حدیبیہ اور خزانہ قیصر و کسریٰ کی پیشینگوئی کا غلط ہونا بیان کیا وہ محض غلط ہے رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں کوئی پیش گوئی نہیں کی جو پوری نہ ہوئی ہو۔ قیصر و کسریٰ کی نسبت رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اس کا مالک ہوں گا بلکہ صحابہ کے لئے پیشینگوئی کی ہے کہ وہ مالک ہوں گے اس کا ظہور ہوا اس سردار دو جہاں کی کوئی پیشینگوئی غلط نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی اگر ایک پیشینگوئی بھی غلط ہو جائے تو بہت جموٹے رمال بھٹار وغیرہ دعویٰ مہدویت کر کے اپنی پیشین گوئیوں کو اپنی صداقت میں پیش کر سکتے تھے اور حسب معمول اگر بعض پیشین گوئیاں غلط نکلتیں تو رسول اللہ ﷺ کی اس غلط پیشگوئی کو دکھا کر اپنی صداقت ثابت کر سکتے تھے اس لئے مسلمان کو یہ ماننا ضرور ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ

کی کوئی ایسی پیشین گوئی نہیں جو پوری نہ ہوئی ہو۔ اس کے سوا مرزا قادیانی تو اپنی پیشین گوئی میں یہ فرما چکے ہیں کہ اگر یہ سچی نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں اور اس دعوے کے بعد وہ پیشین گوئی غلط ہوگئی، پھر آپ مرزا قادیانی کو سچا کیوں مان رہے ہیں؟ ذرا غور کیجئے اور اپنے حال پر رحم فرمائیے اب تو مرزا قادیانی کا کذب ان کے قول سے ظاہر ہو گیا ایسے بدیہی ثبوت کے بعد مرزا قادیانی کی کسی دلیل کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی، مگر آپ حضرات کی دلی خیر خواہی نے مجبور کیا کہ ان کی صداقت میں جو سب سے زیادہ قوی اور عظیم الشان دلیل مرزا قادیانی نے بیان کی تھی الحمد للہ کہ اس کا غلط ہونا بھی اظہر من الشمس کر دیا گیا اور کامل طور سے اس کا قطع و تین ہو گیا اگر آپ طالب حق ہیں تو اس رسالہ فیصلہ آسانی کے حصہ دوم کو اول سے آخر تک ملاحظہ کریں دیکھنے کے بعد آپ معلوم کر لیں گے کہ مرزا کا غلط ہونا قرآن مجید سے حدیث سے واقعات گزشتہ اور حالات موجودہ سے ثابت ہو گیا اور عقلی دلائل سے بھی اسکی غلطی اظہر من الشمس ہوگئی الغرض کوئی دقیقہ اس دلیل کے غلط ہونے میں باقی نہیں رہا اس کے بعد بھی اگر آپ سچائی کو نہ مانیں تو اس علامہ النیوب کے روبرو اس کا بدلہ لینے کے لئے تیار رہیں جس نے صادق اور کاذب کی سزا اور جزا کے لئے ایک دن مقرر کیا ہے اس دن ہماری خیر خواہی اور سچائی آفتاب کی طرح آپ پر روشن ہو جائے گی۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ وَاللَّهُ يَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ
عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝

تمت بالخیر

